وہ لوگ کتنے سعادت مند ہوں گے جن کی زیارت کو فرشتے اترتے ہیں۔
یہ کتاب آپ کو اُن سعادت مندوں میں شامل کرنے ہی کی غرض سے لکھی گئی ہے۔

فرشتے جن کے زائر ہیں!

ترجمہ و ترتیب
مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

نعمانی بک ڈپو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اربعیناتِ چریاکوٹی

وہ لوگ کتنے سعادت مند ہوں گے جن کی زیارت کو فرشتے اُترتے ہیں!۔
یہ کتاب آپ کو اُن سعادتمندوں میں شامل کرنے ہی کی غرض سے لکھی گئی ہے۔

الأَرْبَعِينُ المَلَكُوتِيَة

فرشتے جن کے زائر ہیں!

-: تالیف :-

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بِأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَیکَ أیُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : فرشتے جن کے زائر ہیں !۔

تالیف : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی..................

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ
پرنسپل: جامعۃ المصطفیٰ، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ
afrozqadri@gmail.com

تصویب : علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری - مدظلہ النورانی -

تحریک : عزت مآب محمد ثاقب رضا قادری - حفظہ اللہ ورعاہ -

حروف ساز : قادری کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ سینٹر، چریاکوٹ، مئو

صفحات : اَٹھاسی (۸۸)

اِشاعت : 2014ء - ۱۴۳۵ھ

قیمت : /روپے

تقسیم کار : کمال بک ڈپو، نزد جامعہ شمس العلوم، گھوسی، مئو، یوپی، انڈیا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنْتَ السَّمِیْعُ العَلِیْمُ o

اُن خوش بختوں کے نام

جن کی زیارت کے لیے

ملکوتی قافلے آسمانی کائنات چھوڑ کر

زمین پر اُتر آتے ہیں۔

نیازمند

محمد افروز قادری چریاکوٹی

فہرست مضامین

فرشتے اُترتے ہیں

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝ نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓـؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ، وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ۝ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ ۝ (سورۂ فصلت:۴۱/۳۰ تا ۳۲)

بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اِس پر مضبوطی سے) قائم ہو گئے، تو ان پر فرشتے اُترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں (بھی) تمہارے دوست اور مددگار ہیں اور آخرت میں (بھی) اور تمہارے لیے وہاں ہر وہ نعمت ہے جسے تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے وہاں وہ تمام چیزیں (حاضر) ہیں جو تم طلب کرو۔ (یہ) بڑے بخشنے والے، بہت رحم فرمانے والے (رب) کی طرف سے مہمانی ہے۔

سرنوشتہ

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم أما بعد !

کاروانِ زندگی رواں دواں ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی منزل کی راہ دیکھ رہا ہے۔ رستے الگ الگ ہیں، اور کوششیں جدا جدا۔ ہم میں کچھ تو وہ ہیں جن کو دنیا نے اپنی زلفِ گرہ گیر کا اَسیر کرلیا ہے، وہ معدہ و مادہ سے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پاتے، اور اپنا جینا مرنا سب کچھ دنیا کے نام پر گروی رکھ چھوڑا ہے۔

لیکن اسی نیلگوں آسمان کے نیچے خدا کے کچھ ایسے بندے بھی بستے ہیں جو رہتے تو دنیا ہی میں ہیں؛ مگر دنیا کو اپنے اندر نہیں رہنے دیتے۔ وہ دنیا سے منہ موڑ کر عقبیٰ سے اپنا رشتہ جوڑ لیتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا کو محض چندہ روزہ مہلت یا کوئی قید خانہ سمجھ کر برتتے ہیں اور خود کو راہِ آخرت کا مسافر سمجھتے ہوئے منزلِ مقصود کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

ان کی تگ و دو کا محور اور جینے مرنے کا سارا مدار رضائے الٰہی پر ہوتا ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ رضائے محبوب ہی اُن کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے۔ پھر یہ ہوتے تو زمین پر ہیں؛ مگر آسمانی کائنات سے ان کا سررشتہ ملا دیا جاتا ہے؛ حتیٰ کہ جب یہ باوضو ہوکر سوجاتے ہیں تب بھی ان کا ملأ اعلیٰ سے تعلق منقطع نہیں ہوتا بلکہ پروردگارِ عالم اپنے ملکوتی نمائندوں کو بھیج دیتا ہے جو اس کے بستر پر آکر رات گزارتے ہیں، اور اس کے لیے خیر و سعادت کی دعائیں کرتے ہیں۔

اگر کبھی ہمارا کوئی محبوب ہماری خلوت گاہ میں آجائے تو ہماری خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا، تو ذرا سوچیں کہ اگر آسمانی کائنات اور ملکوتی نمائندے ہماری خواب گاہ میں اُتر آئیں تو ہماری شادمانی و خوش بختی کا کیا عالم ہوگا!۔

اور یقین کریں کہ فرشتوں کی صحبت بافیض سے متمتع ہونے اور ان کی دعاؤں سے مستفیض ہونے کے لیے کوئی بڑے جان جوکھم والے کام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اللہ پاک نے ہمارے لیے اُن کی آمدو نزول کو بہت ہی آسان کر دیا ہے۔

انسانی زندگی میں ایسے کتنے حسین مواقع آتے ہیں جب اس کے عمل کی مقناطیسیت فرشتوں کو ملأ اعلیٰ سے کھینچ لاتی ہے۔ یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ قدسیوں کی صحبتیں اور رفاقتیں کیسے نصیب ہوسکتی ہیں، اور ان کے فیوض و برکات سے پورے طور پر کیسے متمتع ہوا جاسکتا ہے۔

قارئین باتمکین! شعبۂ حدیث ایک سدا بہار باغ ہے۔ ہر مالی اپنے ذوق وظرف کے مطابق اُس سے گل چینی کرتا ہے۔ لیجیے دیکھیے ایک خادم حدیث ایک ہی رنگ کے کتنے دیدہ زیب پھولوں کا حسین گلدستہ سجا کر آپ کی خدمت میں لایا ہے۔ آپ انھیں سونگھ کر تو دیکھیں' مشامِ جان و اِیماں معطر معطر نہ ہو اُٹھیں تو کہیے گا۔

احادیث کے جمع و اِنتخاب میں ہم نے صحیحین نیز صحاحِ ستہ کی احادیث کو ترجیح دی ہے۔ تاہم اس موضوع پر صحیح وحسن حدیثوں کی قلت کے باعث چالیس کا عدد پورا کرنے کے لیے ہم نے چند ایک ضعیف احادیث بھی قصداً شامل کرلی ہیں۔

آپ کو پتا ہے کہ یہ کتاب فضائل ومناقب پر مشتمل ہے، اور علماے اَعلام کے اتفاق سے اَحادیثِ ضعاف' فضائل اعمال میں مقبول و معمول رہی ہیں۔ کتب فقہ وحدیث میں اس کے درجنوں شواہد موجود ہیں۔

معاشرہ کس سمت جارہا ہے۔ اور مسلمانوں کو دین وعمل سے بیگانہ کرنے کے لیے کیا کیا ہتھکنڈے اِستعمال کیے جارہے ہیں، وہ حساس فکروں پر پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے روبہ زوال معاشرے اور بدحال قومِ مسلم کو اِس قسم کی اَحادیث سے روشناس کرایا جائے؛ تاکہ ماحول کی سازگاری اور مسلمانوں کے کشت ایمان کی

آبیاری آبرومندانہ طریقے پر ممکن ہو سکے۔ اُن کا ظاہر و باطن جگمگ جگمگ کر اُٹھے۔ اور عوام الناس روزمرہ کی زندگیوں میں اُن احادیث کی روشنیوں سے اِکتسابِ فیض کر کے اُخروی کامیابی کو حتمی و یقینی بنا سکیں۔

اصلاحِ معاشرہ ہی میرا پسندیدہ موضوع ہے، اور میری بیشتر کتابیں اسی تناظر میں معرضِ وجود میں آئی ہیں۔ اور یقیناً ایک بیدار مغز عالم واَدیب اُسی پرزے کو سدھارنے کی سعی کرتا ہے جو اپنے چول سے ہٹ گیا ہو۔

'اربعیناتِ چریاکوٹی' کا ہم نے ایک جدید سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس پلیٹ فارم سے -ان شاء اللہ- نادر و متنوع موضوعات پر چہل حدیثوں کی سوغات گاہے بگاہے آپ کو پیش کی جاتی رہیں گی۔ کوشش یہ ہے کہ اربعینات کے اُن گوشوں کو بے نقاب کیا جائے جن پر ابھی تک کام نہیں ہوا اور جو ابھی تک ہماری نگاہِ توجہ کے منتظر ہیں۔

نونہالوں کی اخلاقی تربیت کے لیے سبق آموز کہانیوں پر مشتمل 'چالیس حدیثیں'، اور 'اربعین مالک بن دینار' کی کامیاب اشاعت کے بعد 'اربعین ملکوتیہ' [فرشتے جن کے زائر ہیں] پیش کرتے ہوئے ہمیں قلبی مسرت کا اِحساس ہو رہا ہے۔ اس کے فوراً بعد 'اربعین سکوتیہ' [خامشی اُن کے لب کی] آپ کے مطالعے کی میز پر ہوگی -ان شاء اللہ-

اللہ سبحانہ وتعالیٰ آبرومندانہ طریقے پر ہمیں اس سلسلہ اربعینات پر کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ لوگوں میں اس سے اِستفادے کا شعور بیدار کرے۔ اور مجموعی طور پر ہمیں ایسے اعمال کا عادی بنادے کہ سدا قدسیوں کی مصاحبت و رفاقت نصیب رہے۔ آمین۔

محمد افروز قادری چریاکوٹی

جامعۃ المصطفیٰ / دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بروز جمعہ: ۱۹؍ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ...... ۲۸؍ جون ۲۰۱۳ء

[۱]

تلاوتِ قرآن اور فرشتے

تلاوتِ قرآن کی مقناطیسیت فرشتوں کو آسمانی کائنات سے زمینی دنیا تک کھینچ لاتی ہے۔ جو شخص قرآن کریم کی تلاوت سے خود کو محظوظ کرتا ہے وہ دراصل آسمانی برکتوں کی رم جھم میں نہا رہا ہوتا ہے اور فرشتے اس کے سر پر اپنے پروں کا جال تان کر اسے رحمت وسکینت کی آغوش میں لے لیتے ہیں۔ صحابی رسول حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک ایمان افروز واقعہ روایتوں میں یوں آتا ہے کہ 'وہ رات کو سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے، اور پاس ہی ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا۔

حضرت اسید خاموش ہوگئے تو گھوڑا پرسکون ہوگیا۔ پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا تو پھر گھوڑا بدکا، جب انھوں نے خاموشی اختیار کی تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔

پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا بدکا۔ ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا، وہ ڈرے کہ کہیں اسے کوئی صدمہ نہ پہنچے، چنانچہ بچے کو اُٹھا کر اپنے پاس لے آئے اور آسمان کی طرف نگاہ کی تو سائبان کی طرح کوئی چیز دکھائی دی، وہ اسے اس وقت تک دیکھتے رہے جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہوگئی۔

صبح کو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر واقعہ بیان کیا تو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اے ابن حضیر! کتنا اچھا ہوتا اگر تو قراءت جاری رکھتا۔ یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت اسید عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو

کچل نہ ڈالے کہ وہ گھوڑے کے بالکل قریب تھا۔

میں نے سر اٹھا کر ادھر دیکھا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو سائبان کی مانند کچھ نظر آیا، جیسے اس میں چراغ روشن ہو۔ پھر میں باہر آ گیا یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہو گیا۔

آپ نے فرمایا: اُسید تو جانتا ہے وہ کیا تھا؟۔

عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا :

تلک الملائکة دنت لصوتک، ولو قرأت لأصبحت ینظر الناس إلیها لا تتواریٰ منهم . (۱)

یعنی وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر نزدیک آ گئے تھے۔ اور اگر تم قرآن کی تلاوت جاری رکھتے تو صبح ان فرشتوں کو دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے۔ اور وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ ہوتے۔

گویا قرآن کریم کی تلاوت فرشتوں کی فوج کو اپنی طرف متوجہ کر دیتی ہے اور وہ آسمانی کائنات چھوڑ کر بزمِ گیتی میں پڑھا جانے والا قرآن سننے کے لیے اُتر آتے ہیں۔ وہ زبانیں کتنی مبارک ہیں جن پر تلاوتِ قرآن کا ورد ہوتا ہے۔ اور جنھوں نے اُٹھتے بیٹھتے کلامِ الٰہی کو اپنا وظیفہ حیات بنا لیا ہے۔ ایسے خوش بخت خود تو رحمت خداوندی کے سمندر میں غواصی کرتے ہی ہیں نوری مخلوق کو بھی اس کی تلاوت سے محظوظ رکھتے ہیں، اور اُن کی دعاؤں سے اپنی دین و دنیا چمکاتے ہیں۔

کیا یہ اچھا نہ ہوتا اگر ہماری زبانیں بھی آیاتِ الٰہی کے ورد سے تَر رہتیں۔ اور فرشتوں کی نصرت وحمایت سائبان بن کر ہمارے سروں پر سایہ کناں ہوتی!۔

(۱) صحیح بخاری:۶ حدیث: ۵۰۱۸ ...... مسند ابوعوانہ:۲/۴۸۰ حدیث:۳۹۰۴ ...... جامع الاصول فی احادیث الرسول:۸/۵۰۳ حدیث:۶۲۹۳ ...... جامع الاحادیث سیوطی:۳۲/۴۸۱ حدیث:۳۵۶۰۱۔

۲

آیت الکرسی اور فرشتے

قرآن کلامِ الٰہی ہے اور اس کی ہر ہر آیت فضل خداوندی کو دعوت دینے والی ہے؛ لیکن بعض ایسی آیتیں بھی ہیں کہ انھیں مخصوص وقت میں پڑھنے سے ان کی برکت و افادیت بہت فزوں ہو جاتی ہے، اور رحمت الٰہی کے ساتھ قدسیوں کی جماعت بھی اس کی ضیافت ورفاقت کے لیے اُتر آتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت میرے سپرد کی۔ میں خدمت پر لگ گیا۔ پھر کیا ہوا کہ ایک آنے والا (چور) میرے پاس آیا اور کھانے کے غلے میں سے ایک لپ بھرنے لگا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔

اس نے کہا: میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں، اس غلے کی مجھے سخت ضرورت ہے۔ چنانچہ اس کی مجبوری سن کر میں نے اسے رہا کر دیا۔

جب میں نے صبح کی اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

مَا فعَل أسِيْرُکَ البَارِحَةَ ؟.

اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کا حوالہ دیا تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

آپ نے فرمایا :

أ ما إنه قد كَذبَک و سيَعودُ .

اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے،اور وہ دوبارہ آئے گا۔

اب مجھے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے یقین آ گیا کہ وہ دوبارہ ضرور آئے گا۔ چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا۔ دوسری رات وہ پھر آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا۔ میں نے پھر اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے ضرور بارگاہِ رسالت میں لے کر جاؤں گا۔

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں کافی ضرورت مند اور محتاج ہوں، اور آئندہ نہیں آؤں گا۔ مجھے پھر اس پر ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح ہو کر بارگاہِ رسالت مآب میں پہنچا تو آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

مَا فعَل أسِيْرُکَ البَارِحَةَ ؟.

اے ابو ہریرہ! رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے حاجت اور محتاجی کی شکایت کی تو مجھے پھر ترس آ گیا اور میں نے اسے جانے دیا۔

مخبر صادق نبی غیب داں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

أ ما إنه قد كَذبَک و سيَعودُ .

اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر تیرے پاس آئے گا۔

اب میں تیسری مرتبہ اس کے انتظار میں رہا۔ حسب فرمانِ نبوت وہ پھر آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا۔ میں نے اس کی کلائی زور سے پکڑتے ہوئے کہا: آج تو میں تجھے یقیناً بارگاہِ نبوی میں پیش کروں گا، تو ڈھیٹ ہوتا جا رہا ہے، یہ تیسری مرتبہ ہو چکا ہے، اور تو ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر چلا آتا ہے۔

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہیں چند ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جن سے تمہیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کافی فائدہ پہنچائے گا۔

میں نے پوچھا: وہ کلمات کیا ہیں؟ تو وہ کہنے لگا: جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے جانے لگو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ اس کی وجہ سے صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر ایک نگران مقرر رہے گا، اور شیطان تمہارے قریب بھی بھٹکنے نہ پائے گا۔

چنانچہ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا، اور سرِ صبح بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا تو آپ نے فرمایا: وہ کلمات کون سے ہیں؟۔ میں نے عرض کی: اس نے مجھے بتایا کہ جب تو اپنے بستر پر سونے کے لیے جائے تو آیت الکرسی (اول تا آخر) پڑھ لیا کر۔ نیز اس نے یہ بھی کہا کہ اس کی برکت سے صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر ایک نگران مقرر رہے گا، اور شیطان تمہارے قریب بھی نہ آنے پائے گا۔

یہ سن کر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

أما انه قد صدقک وهو کذوب، تعلم من تخاطب مذ ثلاث لیال یا أباهریرة!؟ قال لا، قال: ذاک شیطان . (۱)

یعنی (اے ابو ہریرہ!) اس نے بات تو سچی کہی ہے؛ مگر فی نفسہٖ وہ ہے بڑا جھوٹا۔ نیز کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ تین راتوں سے تمہارے پاس آنے والا شخص کون تھا؟۔ میں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

اس سے پتا چلا کہ سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لینا بھی فرشتوں کی آمد کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ فرشتے رات بھر نگرانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، اور ہر قسم کی آفت وبلا سے حفاظت کرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارا ازلی دشمن شیطان ہم تک کوئی راہ نہیں پاتا۔ گویا آیت الکرسی آپ کے اِرد گرد حفاظت کا حصار کھینچ دیتی ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری:۳/۱۰۱ حدیث: ۲۳۱۱...... جامع الاصول فی احادیث الرسول:۸/۴۷۵ حدیث:۶۲۴۹...... شعب الایمان بیہقی:۲/۴۵۷ حدیث:۹۱۱...... کنز العمال:۱/۵۶۸ حدیث:۲۵۶۱۔

[۳]

سورۂ دخان اور فرشتے

قرآن کریم کی ہر سورت بلکہ ہر آیت اپنے اندر ہزار ہا حکمتیں اور برکتیں رکھتی ہے؛ لیکن ہمیں پتا نہیں چلتا کہ کون سی سورت یا آیت کتنی بابرکت اور حکمت آفریں ہے، جب تک کہ قرآن کے شناور، اور محبوبِ داور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی خاص سورت یا آیت کے فضائل وبرکات کی بطورِ خاص نشان دہی نہ فرما دیں۔

یہ دیکھیں سورۂ دخان ہے۔ یہ اپنے اندر کتنی فضیلتیں رکھتی ہے اس کا اندازہ فرمان ہاے رسالت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص شب جمعہ میں سورۂ دخان پڑھتا ہے وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے ہوتے ہیں، اور حورِعین سے اس کا جوڑا طے پاچکا ہوتا ہے۔ نیز جمعہ یا شب جمعہ میں اس کی تلاوت کرنے والے کے لیے اللہ جنت میں ایک گھر تعمیر فرماتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعاے مغفرت کررہے ہوتے ہیں۔ آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

من قرأ الدخان في ليلة أصبح يستغفر له سبعون ألف ملک . (۱)

یعنی رات کے وقت سورۂ دخان پڑھ لینے والا صبح میں اس حال میں اُٹھتا ہے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعاے استغفار کررہے ہوتے ہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ آپ تو چین کی نیند سوٗ رہے ہوتے ہیں اور سورۂ دخان کی برکت ستر ہزار فرشتوں سے آپ کے حق میں دعاے مغفرت کروا رہی ہوتی ہے۔ اللہ ہم سب کو تا حیات اس عمل خیر کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

---

(۱) شعب الایمان:۴/۱۰۲ حدیث:۲۲۴۶...... جامع الاصول فی احادیث الرسول:۸/۴۸۱ حدیث:۶۲۵۶۔

۴

سورۂ کہف اور فرشتے

سورۂ کہف بھی قرآن کی ان سورتوں میں سے ایک ہے جس کی تلاوت فرشتوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور تلاوت کرنے والا اس نورانی مخلوق کی اُنسیت ومصاحبت سے فیض یاب ونفع اندوز ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھا کرتا تھا۔ اور اس کے ہاں دو لمبی رسیوں میں گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ چنانچہ اس پر ایک بدلی آئی اور وہ گھومتے ہوئے قریب آنے لگی۔ اس کا گھوڑا اسے دیکھ کر بدکنے لگا۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے اسے تسکین دیتے ہوئے فرمایا :

تلک السکینة نزلت بالقرآن . (۱)

یعنی وہ سکینت ہے جو قرآن کی برکت سے اُترتی ہے۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام شرف الدین نووی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

وفي هٰذا الحديث جواز رؤية آحاد الأمة الملائكة وفيه فضيلة القراء ة، وإنها سبب نزول الرحمة وحضور الملائكة ...

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُمت میں سے کوئی ایک فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے۔ نیز یہ کہ فضیلت قراءت کے سبب رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اور قدسیوں کی آمد وتشریف آوری ہوتی ہے۔

(۱) صحیح بخاری: ۱۸۸/۶ حدیث: ۵۰۱۱...... صحیح مسلم مع شرح نووی: ۵۴۷/۱ حدیث: ۷۹۵۔

﴿۵﴾

سورۃ القدر اور فرشتے

قرآن کریم کی سورۃ القدر کھلے بندوں فرشتوں کے نزول کی گواہ ہے کہ اس شب میں بیدار رہنے والا اور خود کو عبادتِ الٰہی میں مشغول رکھنے والا آسمانی کائنات کی مخلوق کی رفاقت وصحبت سے مستفیض ہوتا ہے۔ یہ شب چونکہ عظیم انوار و برکات کی حامل تھی شاید اسی لیے اسے پردۂ خفا میں چھپا دیا گیا، اور کوئی ایک متعین رات نہیں رکھی۔ اور حکم ہوا کہ شب قدر کا متلاشی اور نزولِ ملائکہ کی برکات سے متمتع ہونے کا آرزومند اسے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ڈھونڈے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

إِنَّا أَنزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ، وَمَا أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ، لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ، سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ o (سورۃ القدر:۹۷)

بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا۔ اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر (فضیلت و برکت اور اجر وثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل) اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں۔ یہ (رات) طلوعِ فجر تک (سراسر) سلامتی ہے۔

اس شب میں کتنے فرشتے اُترتے ہیں اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیں :

اِنَّ المَلائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي الأرضِ أكثرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصٰى. (۱)

(۱) صحیح ابن خزیمہ: ۳۳۲/۳ حدیث: ۲۱۹۴...... مسند احمد بن حنبل: ۴۲۸/۱۶ حدیث: ۱۰۷۳۴۔

یعنی اس شب زمین پر نازل ہونے والے فرشتوں کی تعداد کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

شیخ شوکانی لیلۃ القدر کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ لیلۃ القدر کے بہت سے معانی میں سے ایک معنی 'تنگی' کا بھی ہے۔ اور پھر اس کی توضیح میں وہ خود لکھتے ہیں :

سميت ليلة القدر، لأن الأرض تضيق فيها بالملائكة . (۱)

یعنی اس کا نام 'لیلۃ القدر' اس لیے پڑا کہ اس رات فرشتوں کے اُترنے کے باعث زمین (اپنی ہزار وسعتوں کے باوصف) تنگ پڑ جاتی ہے۔

گویا اس شب' رحمت ونور کی برسات ہوتی ہے، اور امن وسلامتی کی سوغات بٹتی ہے۔ مزید برآں فرشتوں کے نزولِ اجلال سے زمین کا چپہ چپہ جگمگا اُٹھتا ہے اور خوش نصیب ان کی صحبت ورفاقت سے حصہٗ وافر پاتے ہیں۔ کم ہی بدنصیب ایسے ہوتے ہیں جو اِس شب کو نہ بخشے جائیں؛ ورنہ شانِ کریمی ایسی جوش پر ہوتی ہے کہ بے دریغ لوگوں کو اپنے دامن عفو وکرم میں چھپا لیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم منه ذنبه . (۲)

یعنی جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

لہٰذا عفو ودرگزر کے طالب اور نزولِ ملائکہ کی سعادتوں سے بہرہ یابی کے خواہش مند شب قدر کی قدر کریں اور اپنی زندگیوں میں واضح تبدیلیاں لائیں۔

(۱) فتح القدیر: ۴۷۶/۵۔ (۲) صحیح بخاری: ۲۶/۳ حدیث: ۱۹۰۱...... صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۴/۳ حدیث: ۱۸۹۴۔

﴿٦﴾

اِستعاذہ، اواخر سورۂ حشر اور فرشتے

سوچنے کی بات ہے کہ اللہ جل مجدہ نے چھوٹے چھوٹے اعمال پر کتنے بڑے بڑے اَجر و ثواب کا وعدہ فرما رکھا ہے، اور کرم بالائے کرم یہ کہ اس نے ملکوتی کائنات کو ناسوتی مخلوق کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے۔

دراصل اس کی شانِ غفاری و ستاری یہ چاہتی ہے کہ بندے نیک عمل کر کے مرغزارِ بہشت کے مزے لیں۔ اسی لیے اس نے لاتعداد و بے پایاں ثواب کمانے کے ڈھیروں طریقے ہمیں بتادیے ہیں؛ مگر ہم مفت کی جنت چھوڑ کر جہنم کی آتش سوزاں کے قیمتی سودے میں اپنی ساری جسمانی و مالی توانائیاں برباد کیے جارہے ہیں۔ اللہ ہمیں اُلٹی مت کی شامت سے بچائے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من قال حين يصبح ثلاث مرات أعوذ باللّٰه السميع العليم من الشيطان الرجيم، وقرأ ثلاث آيات من آخر سورة الحشر وكل اللّٰه به سبعين ملك يصلون عليه حتىٰ يمسي وإن مات في ذٰلك اليوم مات شهيدا ، ومن قالها حين يمسي كان بتلك المنزلة . (١)

(١) سنن ترمذی: ۱۸۲/۵ حدیث: ۲۹۲۲...... سنن دارمی: ۵۵۰/۲ حدیث: ۳۴۲۵...... مسند احمد بن حنبل: ۴۲۱/۳۳ حدیث: ۲۰۳۰۶...... شعب الایمان بیہقی: ۴۹۲/۲ حدیث: ۹۴۶۔

یعنی جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ پڑھ لے: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ اور ساتھ ہی سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں بھی (۱)۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مامور کر دیتا ہے جو اس کے حق میں شام تک دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ اس دن مرتا ہے تو درجۂ شہادت پر فائز ہوگا۔ نیز جس نے یہ (وظیفہ) شام کے وقت پڑھ لیا تو (صبح پڑھنے والے کی طرح) اسے بھی یہ ساری فضیلتیں ملیں گی۔

صبح وشام کے بہت سے اوراد و وظائف ہمارے معمولات میں شامل ہیں۔ ایک اور وظیفے کا اِضافہ فرمالیں، اور ستر ہزار قدسی صفات کی خدمات سے لطف اندوز ہوں۔ اللہ ہم میں سے ہر کسی کے اندر یہ للک پیدا فرمائے کہ وہ نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے، اور برائی کے ہر کام سے کوسوں دور بھاگے۔ آمین۔

---

(۱) سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں یہ ہیں: هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ، هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحمت فرمانے والا نہایت مہربان ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، (حقیقی) بادشاہ ہے، ہر عیب سے پاک ہے، ہر نقص سے سالم (اور سلامتی دینے والا) ہے، امن وامان دینے والا (اور معجزات کے ذریعے رسولوں کی تصدیق فرمانے والا) ہے، محافظ ونگہبان ہے، غلبہ و عزت والا ہے، زبردست عظمت والا ہے، سلطنت و کبریائی والا ہے، اللہ ہر اس چیز سے پاک ہے جسے وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا فرمانے والا ہے، عدم سے وجود میں لانے والا (یعنی ایجاد فرمانے والا) ہے، صورت عطا فرمانے والا ہے۔ (الغرض) سب اچھے نام اسی کے ہیں، اس کے لیے وہ (سب) چیزیں تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور وہ بڑی عزت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔ (سورۂ حشر: ۵۹/۲۲ تا ۲۴)

۷

سورۂ اخلاص اور فرشتے

سورۂ اخلاص؛ قرآن حکیم کی گرچہ ایک چھوٹی سی سورت ہے؛ لیکن اس کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔اس کی عظمت کے لیے یہ کیا کم ہے کہ اس کا تین مرتبہ پڑھنا پورے قرآن کے پڑھنے کے برابر ہے!۔ یہ سورت لوگوں کو ایسی وردِ زبان ہوتی ہے کہ اگر کوئی قرآن کی کسی سورت کو پڑھنے کا کہے تو بے ساختہ یہی لبوں پر آجاتی ہے۔اس کی تلاوت پر جہاں اور بہت سی برکت وسعادت کا نزول ہوتا ہے وہیں مرنے کے بعد قدسیوں کی صحبت ورفاقت بھی نصیب ہوتی ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل امین (مقام تبوک میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: یا محمد! معاویہ بن معاویہ مزنی کا (مدینے میں) انتقال ہو چکا ہے، کیا آپ ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟۔فرمایا: ہاں۔

چنانچہ حضرت جبرئیل نے اپنے پَر کو جھٹکا دیا تو جتنے درخت اور چوٹیاں تھیں راہ سے ہٹ گئیں، تختۂ میت کو اوپر اُٹھا کر سرکار اقدس علیہ السلام کے روبرو کردیا۔اور پھر آپ نے ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفوں نے نماز اَدا کی اور ہر صف میں فرشتوں کی تعداد ستر ستر ہزار تھی۔

آپ نے پوچھا: اے جبرئیل! اِن کو یہ شرف وبزرگی کس بنیاد پر ملی؟۔عرض کی: یارسول اللہ! یہ سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) سے ٹوٹ کر محبت رکھتے تھے، اور چلتے پھرتے ،اُٹھتے بیٹھتے ہر حال میں اس کو وردِ زبان رکھتے تھے۔(۱)

(۱) سنن کبریٰ بیہقی: ۴/۵۱ حدیث: ۷۲۸۳......مسند ابو یعلی موصلی: ۷/۲۵۸ حدیث: ۴۲۶۸۔

[۸]

خدا کا گھر اور فرشتے

یوں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر وقت ہی اپنے بندوں پر احسان وکرم فرماتا رہتا ہے؛ لیکن اس کی رحمت ومہربانی اس وقت بہت ہی بڑھ جاتی ہے جب اس کے بندے اس کے گھروں (مساجد) میں آکر جمع ہوجاتے ہیں، اور قرآن کریم پڑھنا پڑھانا شروع کردیتے ہیں۔ پھر اللہ ان پر صرف اپنی رحمتیں ہی نہیں بکھیرتا بلکہ اپنی محبوب ترین مخلوق فرشتوں کو ان کی ضیافتِ طبع کے لیے ان کے پاس بھیج دیتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شاہِ خوباں سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

... مـا اجتـمـع قـوم في بيت من بيوت اللّٰه، يتلون كتاب الـلّٰـه ويتـدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة وذكرهم اللّٰه فيمن عنده ...(۱)

یعنی جب لوگ اللہ کی کتاب پڑھنے اور پڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتے ہیں تو ان پر رحمت الٰہی کا نزول شروع ہوجاتا ہے، سکینت ان پر سایہ فگن ہوجاتی ہے، فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ (ملأ اعلیٰ کے) فرشتوں میں اُن کا ذکر فرماتا ہے۔

آپ ذرا غور فرمائیں کہ جب قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے والوں پر خدائے قدیر کی ایسی رحمتیں اور بخششیں اُترتی ہیں تو قرآنِ حکیم کی خود اپنی کیا شان ہوگی !۔

---

(۱) مسلم:۴/۲۰۷۴حدیث: ۲۶۹۹......سنن ابوداؤد:۱/۵۴۴حدیث: ۱۴۵۷......سنن ابن ماجہ:۱/۸۲حدیث:۲۲۵......شعب الایمان بیہقی:۲/۲۶۲حدیث:۷۱۸۔

۹

ذکر کی مجلسیں اور فرشتے

فرشتوں کا فیض صحبت اور برکت معیت پانے والوں میں ایک وہ سعادت مند انسان بھی ہے جو خود ذکر الٰہی میں مشغول ہو یا ذکر کی مجلسوں کا حصہ بنے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اِن لِلّٰهِ ملائكة يطوفون فِي الطرقِ يلتمِسون أهل الذِكرِ فإذا وجدوا قوما يذكرون اللّٰه تنادوا هلموا إلى حاجتِكم، قال فيحفونهم بِأجنِحتِهِم إلى السماءِ الدنيا، قال فيسألهم ربهم وهو أعلم مِنهم ما يقول عِبادي قالوا يقولون يسبِحونک ويكبِرونک ويحمدونک ويمجِدونک قال فيقول هل رأونِی قال فيقولون لا واللّٰهِ ما رأوک قال فيقول وكيف لو رأونِی قال يقولون لو رأوک كانوا أشد لک عِبادة وأشد لک تمجِيدا وتحمِيدا وأكثر لک تسبِيحا، قال يقول فما يسألونِی قال يسألونک الجنة، قال يقول وهل رأوها قال يقولون لا واللّٰهِ يا ربِ ما رأوها، قال يقول فكيف لو أنهم رأوها، قال يقولون لو أنهم رأوها كانوا أشد عليها حِرصا وأشد لها طلبا وأعظم فِيها رغبة، قال فمِم يتعوذون قال يقولون مِن النارِ قال يقول وهل رأوها قال يقولون لا واللّٰهِ يا ربِ ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو رأوها كانوا أشد مِنها فِرارا وأشد لها مخافة،

قال فيقول فأشهدكم أنِي قد غفرت لهم، قال يقول ملك مِن الملائِكةِ فِيهِم فلان ليس مِنهم إِنما جاء لِحاجة، قال هم الجلساء لا يشقىٰ بِهِم جلِيسهم . (۱)

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو ذکر اللہ میں مصروف ہے تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں: ادھر آؤ! یہاں ہے تمہاری (مطلوبہ) ضرورت۔

چنانچہ وہ اہل مجلس کو آسمانِ دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (پھر جب وہ وہاں سے فارغ ہوکر بارگاہِ ایزدی میں پہنچتے ہیں تو) اللہ رب العزت ان سے پوچھتا ہے- حالانکہ وہ امر واقعہ خوب جانتا ہے- میرے بندے کیا کہتے تھے؟۔

فرشتے جواب دیتے ہیں: وہ تیری تسبیح وتکبیر اور تیری تحمید وتمجید کر رہے تھے۔

اللہ ان سے پوچھتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟۔

فرشتے کہتے ہیں: قسم بخدا! انھوں نے تجھے نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟۔

فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کریں، اس سے کہیں بڑھ کر تیری بزرگی و پاکی بیان کریں۔

پھر اللہ پوچھتا ہے: تو وہ کیا مانگتے تھے؟۔

فرشتے جواب دیتے ہیں: وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے میری جنت دیکھی ہے؟۔

(۱) صحیح بخاری: ۸/۸۶ حدیث: ۶۴۰۸...... مسند بزار: ۵/۳۰۷ حدیث: ۱۹۲۴...... جامع الاصول فی احادیث الرسول: ۴/۴۶۹ حدیث: ۲۵۵۶...... ریاض الصالحین نووی: ۲/۱۴۱ حدیث: ۱۔

فرشتے کہتے ہیں: قسم بخدا! انھوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟۔

فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس کے لیے ان کی حرص وطلب اور زیادہ شدت اختیار کر جائے اور ان کی اس کی رغبت وشوق مزید بڑھ جائے۔

پھر اللہ پوچھتا ہے: کیا وہ کسی چیز سے پناہ مانگتے تھے؟۔

فرشتے جواب دیتے ہیں: وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے جہنم دیکھا ہے؟۔

فرشتے کہتے ہیں: قسم بخدا! انھوں نے جہنم تو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جہنم دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟۔

فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ دور بھاگیں اور اس سے کچھ زیادہ ہی ڈریں۔

(یہ تفصیلات سن کر) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے گروہِ ملائکہ! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔

اتنے میں ایک فرشتہ کھڑا ہو کر عرض کرتا ہے: اے اللہ! ان میں فلاں آدمی بھی تھا جو خاص ذکر کے لیے نہیں کسی اور کام سے آیا تھا (مگر مجلس ذکر دیکھ کر اس میں بیٹھ گیا تو کیا وہ بھی بخشا گیا)۔

اللہ فرماتا ہے: یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔

قارئین کرام! مجلس ذکر کی برکتیں دیکھیں کہ اس میں بیٹھنے والا تو رحمت الٰہی کی برکھا کے ساتھ فرشتوں کے پَروں کے سائے میں ہوتا ہی ہے اگر کوئی بھولے سے بھی اس میں کسی طور شریک ہو گیا تو رحمت الٰہی اسے محروم نہیں جانے دیتی اسے بھی سند مغفرت عطا کر دیتی ہے۔

ذکر الٰہی کی فضیلت پر بہت سی احادیث آئی ہیں؛ لیکن مذکورہ حدیث سے ملتی جلتی ایک اور حدیث بھی وارد ہوئی ہے جس میں فرشتوں کے نزول کا خصوصی ذکر ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت علیہ السلام نے فرمایا :

لایقعد قوم یذکرون اللّٰہ إلا حفتھم الملائکة وغشیھم الرحمة ونزلت علیھم السکینة وذکرھم اللّٰہ فیمن عندہ. (۱)

یعنی جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں، رحمت اُن پر چھا جاتی ہے، اور اُن پر سکینت کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے پاس موجود لوگوں میں فرماتا ہے۔

ذرا سوچیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر آپ پر کتنی عظمتوں کے دروازے وا کرتا ہے۔ صرف فرشتوں کا آپ کو اپنے گھیرے میں لے لینا خود بڑا اِعزاز تھا؛ لیکن رحمت الٰہی کی رم جھم، اور سکینت کی بارش اس پر مستزاد ہے۔ مزید یہ کہ فرشیوں کا ذکر عرشیوں کی محفل میں! یہ تو ایسا شرف وسعادت ہے جس پر ساری سعادتیں قربان جائیں۔ ظاہر ہے اتنی سعادتیں پانے کی اجازت شیطان آپ کو کب دے گا، وہ تو آپ کو ہر طرح سے بہکائے گا؛ مگر شیطان اور شیطان نما انسان کے وسوسوں کی ایک ذرا پروا نہ کریں۔

اگر آپ بھی فرشتوں کے پَروں تلے رہنے کی آرزو رکھتے ہیں، رحمتوں کی برکھا میں نہانے کے خواہش مند ہیں اور بخشش خداوندی کی سند پانا چاہتے ہیں تو اپنی زبان کو ذکر الٰہی کا عادی، اور خود کو ذکر کی مجلسوں میں شریک کرنے کا معمول بنائیں کہ ایسی مجلسوں میں بیٹھنے والا کبھی محروم نہیں رہتا، بلکہ دارین کی سعادتیں اپنے مقدر کے کٹورے میں سمیٹ لیتا ہے۔ اللہ اس پر عمل اور مداومت کی ہمیں توفیق بخشے۔

(۱) صحیح مسلم: ۴/۲۰۷۴ حدیث: ۲۶۹۸...... سنن ابوداؤد: ۱/۴۴۵ حدیث: ۱۴۵۷...... سنن ابن ماجہ: ۲/۱۲۴۵ حدیث: ۳۷۹۱...... سنن ترمذی: ۵/۴۵۹ حدیث: ۳۳۷۸...... صحیح ابن حبان: ۳/۴۵ حدیث: ۷۶۸۔

[۱۰]

مسافر ذاکرین اور فرشتے

سفر کو عذاب کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اور سفر کرنے والے اس کی مشکلات اور پریشانیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لیکن اگر اس سفر کو ہم ذکر الٰہی سے معمور کر دیں تو نہ صرف یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ راہ کی مشکلیں آسان فرما دے گا بلکہ اس کے ساتھ اپنے فرشتوں کی سواری روانہ کر دے گا جو اس کے شریک سفر ہوں گے، اور قدم بہ قدم اس کے معاون ومددگار بھی۔ گویا ذکر ودرود کے ساتھ کیے جانے والے پورے سفر میں قدسیوں کی رفاقت ومعیت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ما من راكب يخلو في مسيره بالله وذكره، إلا ردفه ملك. ولا يخلو بشعر ونحوه إلا كان ردفه شيطان. (۱)

یعنی جب بھی کوئی سوار اللہ کی راہ میں اس کے ذکر کے ساتھ نکلتا ہے تو ایک فرشتہ اس کا ساتھی (شریک سفر) بنا دیا جاتا ہے۔ یوں ہی جب کوئی (ہزل وفحش گو) شاعر کسی سفر پر نکلتا ہے تو اس کا شریک سفر شیطان ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر ہمیں دورانِ سفر ملکوتی نمائندوں کی صحبت ومعیت درکار ہو، اور ہم اپنے سفر کو کامیاب بنانا چاہتے ہوں تو ذکر الٰہی کی کثرت کرنی چاہیے۔ ورنہ گانے باجے اور میوزک وغیرہ سنتے سناتے سفر کرنے والے کا ہم سفر تو شیطان مردود ہوتا ہے۔

(۱) معجم کبیر طبرانی: ۳۲۴/۱۷ حدیث: ۱۴۵۸۲...... جامع الاحادیث سیوطی: ۳۵۸/۴۱ حدیث: ۴۵۱۹۲۔

۱۱

درود وسلام اور فرشتے

درودِ وظیفہ الٰہی، معراجِ ملائکہ اور تمغہ اُمت محمدیہ ہے۔ جس نے درود کا جتنا وردر کھا وہ اتنا ہی مقرب ہوا۔ درود وسلام کی کثرت رکھنے والے کے مقدر میں دارین کی سعادت لکھ دی جاتی ہے۔ اور درود وسلام کا باغی دین ودنیا میں ذلیل ورسوا ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ درود کے لیے کوئی متعین صیغہ شرعاً ضروری نہیں، اور اس کے لیے کسی زبان کی قید نہیں، اور نہ جگہ اور وقت کی تعیین ہے سوائے چند منصوص مقامات ہر زبان اور اچھے صیغے کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے درود وسلام کو اپنا وظیفہ حیات بنالیا ہے۔ اللہ رب العزت ایسوں کی عزت وافتخار میں اِضافہ فرماتا ہے اور مقرب فرشتوں کے ذریعہ اُنھیں اکرام بخشتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إن للّٰه ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام . (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے لوگوں کا سلام پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین پر گشت کرتے رہتے اور مجھ تک سلام پہنچاتے ہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ اللہ کے فرشتے ان لبوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں جن سے درود وسلام کے پھول جھڑ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں سدا اس کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(۱) سنن نسائی: ۴۳/۳ حدیث: ۱۲۸۲ ...... سنن دارمی: ۴۰۹/۲ حدیث: ۲۷۷۴۔

﴾۱۲﴿

قبرانور اور فرشتے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجمع کمالات اور بے مثالی صفات کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ فضائل ومناقب، حسن و جمال، رفعت وکمال اور نکہت ونور کے سارے تذکرے آپ کی ذاتِ بابرکات پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ آپ شہنشاہِ کون ومکاں اور مخدومِ کل جہاں ہیں۔ جنی وانسی، عرشی وفرشی، شجر وحجر، اور خشک وتر سب آپ کی بارگاہ میں درود وسلام کے گجرے نچھاور کر رہے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ خود خالق ومالک بے نیاز پروردگار، اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا رہتا ہے۔

آج جب کہ دنیا کی بزمِ کمال آپ کے وجودِ مسعود سے خالی ہوگئی اور آپ قبرانور میں آرام فرما ہیں کائنات کے گوشے گوشے سے صلوٰۃ وسلام کے تحفے بھیجے جا رہے ہیں؛ مزید برآں اللہ جل شانہ نے بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ دعا وسلام لٹانے کے لیے ستر ہزار قدسی صبح اور ستر ہزار شام میں مقرر کر رکھے ہیں۔ جس فرشتے کو ایک بار حاضریِ بارگاہ کا اِعزاز وشرف نصیب ہو گیا پھر وہ تڑپا کرے دوبارہ نہیں ملنے والا!۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی- رحمہ اللہ ورضی عنہ- نے اس مفہوم کو کیا خوب نظم کیا ہے ؎

چھائے ملائکہ ہیں لگا تار ہیں درود
بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے

ستر ہزار صبح تو ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب!
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے
اور بارگاہ، مرحمتِ عام تر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار، بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

حضراتِ عبداللہ بن مبارک اور ابن ابی الدنیا علیہما الرحمۃ والرضوان نے تخریج کی ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

ما من فجر يطلع إلا يهبط سبعون ألف ملك يضربون قبر النبي بأجنحتهم ويحفون به ويستغفرون له ويصلون عليه حتى يمسوا فإذا مسوا عرجوا وهبط سبعون ألف ملك كذلك حتى يصبحوا إلى أن تقوم الساعة ... (۱)

یعنی ہر صبح ستر ہزار فرشتے قبرالنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اُتر کر اسے اپنے پروں سے بُہارتے ہیں، اس پر سایہ کناں ہوتے ہیں اور آپ کی بلندیِ درجات کی دعائیں کرتے ہیں، یہ سلسلہ شام تک قائم رہتا ہے۔ پھر جیسے ہی وہ اوپر جاتے ہیں ستر ہزار دوسرے فرشتے اُترتے ہیں، اور صبح تک اپنی ڈیوٹی دیتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ یوں ہی تا قیامِ قیامت جاری رہے گا۔

(۱) الخصائص الکبریٰ:۲/۳۲۴......السیرۃ الحلبیۃ:۳/۳۸۱۔

۱۳

نمازِ جمعہ اور فرشتے

وہ خوش نصیب جو نمازِ جمعہ کے لیے مسجد کے اندر اوّل وقت میں آجاتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے اکرام وجلال میں ان پر فرشتوں کا نزول فرماتا ہے، تاکہ وہ ان کے نامہ اعمال میں نیکیاں رقم کرتے رہیں۔ جمعہ کو ہفتے کی عید کہا گیا ہے؛ تو گویا بروزِ جمعہ مسجد میں پہلے آجانے والے نزولِ ملائکہ کی شکل میں 'عیدی' کا اِعزاز پاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إذا كان يوم الجمعة وقفت الملائكة على باب المسجد يكتبون الأول فالأول، ومثل المهجر كمثل الذي يهدي بدنة، ثم كالذي بقرة، ثم كبشا ثم دجاجة ثم بيضة، فإذا خرج الإمام طووا صحفهم ويستمعون الذكر . (۱)

یعنی جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر آکر کھڑے ہوجاتے ہیں اور (مسجد میں) سب سے پہلے آنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں۔ تو پہلی گھڑی میں آنے والا اس شخص کے برابر ثواب پاتا ہے جس نے اللہ کی راہ میں اونٹ کی قربانی کی۔ دوسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب گائے کی قربانی کے برابر ہوتا ہے۔ تیسری گھڑی میں آنے والے کا ثواب مینڈھے کی قربانی جتنا ہے۔ پھر جیسے مرغی صدقہ کی، پھر جیسے انڈا صدقہ کیا۔ پھر جب امام منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے رجسٹر سمیٹ لیتے ہیں اور خطبہ وبیان سننے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

(۱) صحیح بخاری: ۲/۱۲حدیث: ۹۳۰......مسند احمد بن حنبل: ۱۶/۳۳۵حدیث: ۱۰۵۶۹۔

[۱۴]

نماز فجر وعصر اور فرشتے

فرشتوں کی آمد وحضوری سے بہرہ یاب ہونے والے سعادت مندوں میں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو فجر وعصر کی نمازیں باجماعت اَدا کرتے ہیں؛ کیوں کہ ان دو وقتوں میں فرشتوں کا آسمان سے نزول ہوتا ہے اور خوش بخت حضرات ان کے فیض صحبت سے حصہ پاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون في صلاة الفجر وصلاة العصر، ثم يعرج الذين باتوا فيكم فيسألهم وهو أعلم بهم: كيف تركتم عبادي؟ فيقولون: تركناهم وهم يصلون وأتيناهم وهم يصلون .

یعنی رات اور دن کو باری باری تمہارے پاس فرشتوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ اب جب تمہارے پاس رات گزارنے والے فرشتے اوپر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے- حالانکہ وہ ہر چیز جانتا ہے-تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟۔ وہ عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! ہم انھیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں۔ اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تب بھی وہ نماز ہی میں مصروف تھے۔

یہاں تک کی روایت بخاری میں موجود ہے۔ آگے اس کا ایک ٹکڑا صحیح ابن خزیمہ میں یوں ملتا ہے کہ اس عرض ومعروض کے بعد فرشتے التجا کرتے ہیں :

فـاغفِرْ لهم يومَ الدين . (۱)

اے پروردگار! انھیں قیامت کے دن بخش دینا۔

نماز فجر وعصر کی بہت سی فضیلتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں، اور آپ انھیں بارہا سنتے بھی ہوں گے۔ لیکن ان پر مستزاد یہ ہے کہ پروردگار عالم اپنے محبوب قدسیوں کو اپنے محبوب نمازیوں کی ضیافت کے لیے زمین پر بھیج دیتا ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ بقیہ نمازیں تو اپنے وقتوں پر بآسانی پڑھ لی جاتی ہیں؛ مگر یہ دو نمازیں اچھے اچھوں سے چھوٹ جاتی ہیں- الا ماشاءاللہ- ان میں سے ایک میٹھی نیند کی نذر ہوجاتی ہے اور دوسری دنیاوی مصروفیات کی۔ مگر اللہ کے وہ بندے جن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور جو قدسیوں کی صحبت سے مانوس ہو چکے ہیں وہ کسی قیمت انھیں ضائع نہیں ہونے دیتے، اور انھیں ان کے وقتوں پر باجماعت اَدا کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی سورۂ بنی اسرائیل کے اندر بھی فجر کے تعلق سے آیا ہے کہ 'بے شک فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حضورِ ملائکہ کا موجب ہوتا ہے'۔ لہٰذا ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیے کہ دیگر اوقات کی طرح ان دو وقتوں کی نمازیں بھی پابندی سے اَدا ہوں، تاکہ حضور ملائکہ کی سعادت سے محرومی کا داغ نہ ہاتھ آئے۔ خدا ہمیں اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

(۱) صحیح بخاری:۴/۱۱۳حدیث:۳۲۲۳......صحیح مسلم:۱/۴۳۹حدیث:۶۳۲......مسند بزار:۲/۴۲۱حدیث: ۸۲۵۲......مسند ابوعوانہ:۱/۳۱۵حدیث:۱۱۱۹۔

(۲) صحیح خزیمہ:۱/۱۶۵حدیث:۳۲۲......جامع الاحادیث سیوطی:۲۴/۱۵حدیث: ۲۶۵۴۷......کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال:۷/۳۲۱حدیث:۱۹۰۶۸۔

۱۵

نمازِ اشراق وظہر اور فرشتے

فجر وعصر اور تہجد کی نمازوں کے علاوہ نمازِ اشراق وظہر میں بھی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور اللہ جل مجدہ کی رحمتیں چھم چھم برستی ہیں۔ بڑے خوش بخت ہیں وہ لوگ جنھیں ان نمازوں کو اَدا کرنے کا نصیبہ ملا ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جاہلیت کے دنوں میں یقین کرتا تھا کہ لوگ یقیناً گمراہی پر ہیں اور کسی راہ پر نہیں کیوں کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ پھر میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص بہت سی خبریں دیتا ہے تو میں اپنی سواری پر بیٹھا اور اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔

یہ وہ ایام تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفیہ تبلیغ فرماتے تھے اور ان کی قوم ان پر غالب اور مسلط تھی۔ پھر میں نے کوئی حیلہ کیا اور مکہ میں داخل ہوا اور آپ کی بارگاہ میں حاضری دے کر عرض کی: آپ کون ہیں؟۔

فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں۔

میں نے عرض کی: نبی کسے کہتے ہیں؟۔

فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے پیغام دے کر بھیجا ہے۔

میں نے عرض کی: آپ کو کیا پیغام دیا گیا ہے؟۔

فرمایا: مجھے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ میں رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کروں، بتوں کو توڑوں، اور صرف اکیلے اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔

میں نے عرض کی: اس دین پر آپ کے ساتھ کون ہے؟۔

فرمایا: آزاد اور غلام۔

راوی کہتے ہیں: ان دنوں آپ کے ساتھ ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے، جو آپ پر ایمان لا چکے تھے۔

میں نے عرض کی: میں آپ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔

فرمایا: ان دنوں یہ تم سے نہ ہوسکے گا۔ کیا تم میرا اور میرے اصحاب کا حال نہیں دیکھتے؟ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ، پھر جب سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس آ جانا۔

کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر چلا گیا، مگر مستقل لوگوں سے خبریں لیتا رہتا اور مسلمانوں کی بابت پوچھ گچھ کرتا رہتا تھا۔ پھر کیا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ کچھ روز کے بعد ایک قافلہ مدینہ سے میرے پاس آیا تو میں نے ان سے پوچھا: اس شخص کا کیا حال ہے جو مدینے میں آیا ہے۔

انھوں نے کہا: لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ ان کی قوم نے انھیں مار ڈالنا چاہا مگر وہ کچھ نہ کرسکے۔ یہ حوصلہ افزا خبر سنتے ہی میں مدینہ آیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟۔

فرمایا: ہاں! تم وہی ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے۔

میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی کچھ بتائیے جو کچھ اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ مجھے تو نماز و وضو کا بھی ٹھیک سے ڈھنگ نہیں معلوم۔ فرمایا:

صل صلاة الصبح ، ثم اقصِر عن الصلوٰة ، حتى تطلع الشمس حتىٰ ترتفِع فإنها تطلع حين تطلع بين قرنيَ شيطان، وحينئذ يسجد لها الكفار، ثم صل، فإن الصلوٰة مشهودة، محضورة حتىٰ يستقل الظل بالرمح، ثم اقصر عن الصلوٰة

فإن حينئذ تسجر جهنم، فإذا أقبل الفيء فصل فإن الصلوٰة مشهودة محضورة، حتى تصلي العصر ثم اقصر عن الصلوٰة حتى تغرب الشمس فإنها تغرب بين قرنَي شيطانٍ، وحينئذ يسجد لها الكفار .

صبح کی نماز (فجر) پڑھو۔ پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج طلوع ہوکر بلند ہوجائے؛ اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر جب آفتاب بلند ہوجائے تو نماز (اشراق) پڑھو کہ اس وقت کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ نیزے کا سایہ اس کے برابر ہوجائے (یعنی سورج ڈھل جائے)؛ کیوں کہ اس وقت جہنم دہکایا جاتا ہے۔ اس کے بعد نماز پڑھو؛ اس لیے کہ اس نماز میں بھی فرشتے حاضری دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ تم عصر پڑھو، پھر رکے رہو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوجائے؛ اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے، اور وہ کفار کی پرستش کا وقت ہے۔

پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اب وضو کا طریقہ بھی بیان کردیجیے، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ما منكم رجل يقرب وضوءه فيمضمض ويستنشق فينثر إلا خرت خطايا وجهه وفيه وخياشيمه، ثم إذا غسل وجهه كما أمره اللّٰه إلا خرت خطايا وجهه من أطراف لحيته مع الماء، ثم يغسل يديه إلى المرفقين إلا خرت خطايا يديه من أنامله مع الماء، ثم يمسح رأسه إلا خرت خطايا رأسه من أطراف شعره مع الماء، ثم يغسل قدميه إلى الكعبين إلا خرت خطايا رجليه من أنامله مع الماء، فإن هو قام فصلى فحمد اللّٰه وأثنى عليه ومجده بالذي هو له أهل وفرغ قلبه للّٰه إلا انصرف من خطيئته كهيئة يوم ولدته أمه .

تم میں سے جو شخص وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں ڈالے اور ناک جھاڑے تو اس عمل سے چہرہ، منہ اور نتھنوں کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ -حکم الٰہی کے مطابق- منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے قطروں کے ساتھ گر جاتے ہیں۔

یوں ہی جب وہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے سر کے سارے گناہ بالوں کی جڑوں سے پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ پھر اخیر میں جب وہ اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھلتا ہے تو قدموں کے سارے گناہ اس کے پوروں سمیت پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔

وضو کے بعد اب اگر وہ کھڑا ہوتا ہے، نماز پڑھتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف وتوصیف اور اس کی شان کے لائق اس کی خوبیاں بیان کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔

راویِ حدیث صحابیِ رسول حضرت ابوامامہ باہلی فرماتے ہیں کہ میں نے صاحب واقعہ عمرو بن عبسہ سے کہا کہ ذرا دیکھیں آپ کیا کہہ رہے ہیں، کہیں ایک عمل کے کرنے سے آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے۔ (کہیں آپ کے بیان میں فرق تو نہیں ہے؟)۔

یہ سن کر انھوں نے کہا: اے ابوامامہ! میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں گل گئیں اور میں موت کے کنارے پہنچ چکا ہوں، پھر مجھے کیا ضرورت جو اللہ ورسول پر جھوٹ باندھوں۔ اگر میں اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک، دو، تین یا سات بار سنتا تو کبھی بیان نہ کرتا؛ مگر میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ اس حدیث کو زبانِ رسالت سے سنا ہے۔(۱)

(۱) صحیح مسلم: ۱/۵۷۰ حدیث: ۸۳۲...... مسند ابوعوانہ: ۱/۲۰۶ حدیث: ۶۶۸...... دار قطنی: ۱/۱۰۷ حدیث: ۲۔

[۱۶]

تہجد گزار اور فرشتے

رات کے لمحے بڑے قیمتی ہوتے ہیں۔ان میں شب خیزیاں اوراشک ریزیاں ہوتی ہیں، طویل سجدوں کے نذرانے لٹائے جاتے ہیں، دعا ومناجات کے پھول نچھاور کیے جاتے ہیں۔اور مالک ومولیٰ کی بارگاہ میں بے تاب پیشانیوں کا خراج پیش کیا جاتا ہے۔ راز ونیاز کے اس حسین ماحول میں فرشتے قطار اندر قطار اُترتے ہیں اور فضاے بسیط پر چھا جاتے ہیں۔ یخ بستہ راتوں میں اُٹھ کر محوِ عبادت ہونا اور میٹھی نیند کو تہ تیغ کرکے مصروفِ دعا ہونا سعادت نصیبوں ہی کا کام ہوسکتا ہے؛ اسی لیے تو اللہ ان بندوں کی قربانیوں سے خوش ہوکر قدسیوں کو ان کی انسیت ورفاقت کے لیے بھیج دیتا ہے کہ وہ جاکر ان کا دل بہلائیں اوران پر سکینت وطمانیت کی چادر تان دیں۔

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله ومن طمع أن يقوم آخره فليوتر آخر الليل فإن صلاة آخر الليل مشهودة وذٰلک أفضل -وفي رواة- محضورة . (۱)

یعنی جسے اس بات کا ڈر ہو کہ آخری شب میں نہ اُٹھ سکے گا تو وہ اولِ شب ہی میں وتر پڑھ لے۔اور جو آخر شب میں اُٹھنے کا آرزومند ہو اسے چاہیے کہ آخر شب میں وتر پڑھے؛ اس لیے کہ آخر شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے نازل وحاضر ہوتے ہیں۔

(۱) صحیح مسلم:۱/۵۲۰حدیث:۷۵۵......مسند ابویعلی موصلی:۴/۸۱حدیث:۲۱۰۶۔

قارئین باتمکین! اللہ کی یاد میں رات گئے بستر سے اُٹھ کر چند لمحوں کے لیے مصلیٰ پر آ جانا آج ظالم نفس نے ہمارے لیے کتنا بوجھ بنا دیا ہے، مگر ذرا چشم تصور سے سوچیں کہ وہ کیا سماں ہوتا ہوگا جب ہر شب تہائی رات گئے خود مالک الملک جل مجدہ' آسمانِ دنیا پر نور گستر اور تجلی کناں ہوتا ہے۔ وہ ہماری تقدیر بدلنے آتا ہے...... ہماری بگڑی بنانے آتا ہے...... ہمارے درد دُکھ غلط کرنے آتا ہے......اور صداؤں پر صدائیں لگا تا رہتا ہے کہ محبت الٰہی کے دعویدار کہاں ہیں؟......رزق کے طلب گار کہاں ہیں؟؟......اقبالِ جرم کرنے والے خطا کار کہاں ہیں؟؟؟......اپنی خواب گاہوں سے اُٹھیں، اپنی جبینوں کو لذتِ سجود سے آشنا کریں، اپنے لبوں کو وا کریں......اپنی حاجتیں تو رکھیں......اپنا دکھڑا تو سنائیں؛ رحمتِ الٰہی جھک کر بغل گیر نہ ہوئی تو کہنا......اِجابت نے بڑھ کر گلے سے نہ لگا لیا تو کہنا!۔

اس طرح تا دم سحر اُس کا اَبرِ عطا و کرم بندوں کی کشتِ ویراں پر برسنے کے لیے اور انھیں آباد و شاداب کرنے کے لیے مچلتا رہتا ہے؛ مگر میرے دوستو! یہ کیا بے رخی ہے، کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ذاتِ کبریا کی تجلی بے نیاز ہونے کے باوجود آپ کی دہلیز تک پہنچ آتی ہے بلکہ آپ کی شہ رگِ حیات سے بھی قریب تر ہو جاتی ہے اور دعوئ محبت رکھنے والے چادرِ غفلت تانے سوئے ہوتے ہیں......محبوب تو جاگتا رہتا ہے اور آپ آنکھ کٹوری میں نیند گھولے فرشِ اطلس و کمخواب پر پڑے رہتے ہو......خدارا محبت کا کچھ تو بھرم رکھیں...... یہ محبّ ہونا تو نہ ہوا!......کیا شانِ عبودیت اور نازِ بندگی یہی ہوتی ہے!!۔

رفیقانِ گرامی! ایسا ہرگز نہ کریں......اُٹھیں اور نفس کا تمرد توڑ ڈالیں......نیم شبی کی خلوتوں میں محبوب سے محوِ رازِ و نیاز ہونا سیکھیں......اس کے نام کی مالائیں جپیں......اور اپنی بے تاب جبینوں سے اس کی بارگاہ میں سجدوں کا خراج پیش کریں......پھر دیکھیں فضل و کمال کے کیسے کیسے در آپ پر وا ہوتے ہیں......آپ کے درد دُکھ کی گھٹا کیسے آن کی آن میں صاف ہو جاتی ہے......اور آپ کی کرب آثار زندگی کیسے گہوارۂ امن و قرار بن جاتی ہے۔

﴿۱۷﴾

صحرا میں اذان و اِقامت اور فرشتے

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں ایک وہ سعادت مند بھی ہے جو کسی چٹیل میدان، صحرا و بیان یا جنگل ویرانے میں تھا، اور اس پر نماز کا وقت آ گیا، پھر اس نے وضو کرنے کے بعد اذان و اقامت کہی اور نماز پڑھنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا، تو ایسے موقع پر کثیر تعداد میں فرشتے اس کے مقتدی بن جاتے ہیں۔ اور اللہ کی رحمتوں کا سائبان اس کے سر پر تان دیا جاتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إذا كان الرجل بأرض قي فحانت الصلوٰة فليتوضأ فإن لم يجد ماء فليتيمم فإن أقام صلى معه ملكاه وإن أذن وأقام صلى خلفه من جنود اللّٰه ما لا يرىٰ طرفاه . (۱)

یعنی اگر کوئی شخص جنگل میں ہو اور نماز کا وقت آ جائے تو اسے چاہیے کہ وضو، یا پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کرلے۔ اب اگر وہ اقامت کہہ کے نماز پڑھنے لگتا ہے تو اس کے دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) اس کے ساتھ نماز اُدا کرتے ہیں۔ اور اگر وہ (اس صحرا میں پہلے) اذان دے کر پھر اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے اللہ کے لشکر (یعنی اتنے زیادہ فرشتے) نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جاسکتا۔

(۱) سنن کبریٰ نسائی، حدیث:۱۱۸۳۵.....مصنف ابن ابی شیبہ:۲۱۹/۱ حدیث:۲۲۹۲۔

﴿۱۸﴾

جاے نماز اور فرشتے

فرشتوں کے نزول کی سعادت پانے والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو مصلّے پر بیٹھ کر نماز کے منتظر ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں کا لحہ لحہ عبادت ہوتا ہے اور انھیں پل پل ملکوتی نمائندوں کی صحبت ورفاقت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا :

لا يزال العبد فِي صلاة ما كان فِي مصلاه ينتظِر الصلاة ، تقول الملائِكة : اللهم اغفِر له ، اللهم ارحمه حتى ينصرِف، أو يحدِث . (۱)

یعنی بندہ جب تک جاے نماز (نماز کی جگہ) پر بیٹھ کر نماز کا اِنتظار کررہا ہوتا ہے وہ اصلاً نماز ہی میں ہوتا ہے۔اور فرشتے اس کے حق میں یوں دعا کرتے ہیں:اے اللہ!اس کو بخش دے۔اے اللہ!اس پر رحم فرما۔(اور یہ سلسلۂ دعا اس وقت تک جاری رہتا ہے) جب تک وہ وہاں سے پھر نہ جائے یا اسے کوئی حدث نہ لاحق ہوجائے۔

ذرا سوچیں کہ فرشتوں کی دعا وبرکت سے اپنے دامن مراد کو بھرنا اللہ نے ہمارے لیے کتنا آسان کردیا ہے؛ لیکن نفس وشیطان نے چند لمحے کے انتظار کو ہمارے لیے کتنا مشکل بنادیا ہے۔اللہ ہمیں توفیق خیر سے نوازے اور شیطان کے چنگل سے بچائے۔آمین۔

(۱) صحیح مسلم:۱/۴۵۹ حدیث:۶۴۹......سنن ابوداؤد:۱/۶۷ حدیث:۴۷۱۔

۱۹

نماز میں تحمید وتسبیح اور فرشتے

ہماری تخلیق کا مقصد ہی یہی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کریں اور اس کی رضا وخوشنودی کے جویاں رہیں۔ جب بھی اپنے خالق ومالک کی تعریف وتوصیف کی جائے وہ خوش ہوتا ہے اور اپنی رحمتوں سے حصہ عطا فرماتا ہے؛ لیکن وقت وظرف بدل جانے سے اُجر وثواب میں کتنا فرق آجاتا ہے اس کا اندازہ ذیل کی روایت سے لگائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

أن رجلا دخل فِي الصلاةِ فقال : الحمد لِلّٰهِ وسبح ، فقال النبِي صلى الله عليه وسلم : من قالها ؟ فقال الرجل : أنا ، فقال : لقد رأيت الملائِكة تتلقى بِها بعضها بعضا .

یعنی ایک شخص نے نماز کے اندر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تحمید وتسبیح بیان کی۔ اختتام نماز پر آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: حمد وتسبیح کے صیغے کس نے پڑھے تھے۔ اس شخص نے عرض کی: میں نے یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اسے لکھنے کے لیے آپس میں سبقت لے جارہے تھے۔

گویا نماز کے اندر اللہ کی تسبیح وتحمید کا اُجر اس قدر بڑھ گیا کہ فرشتے اس کا ثواب لکھنے کی سعادت پانے کے لیے آپس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے۔ مقامِ غور ہے کہ اللہ نے حصولِ ثواب کو ہمارے لیے کتنا آسان بنادیا ہے، اور قدم قدم پر اس نے اکتسابِ خیر کے دروازے کھول دیے ہیں؛ لیکن ہم ان کی ایک ذرا پروا نہیں کرتے، اور اپنی دنیوی جھونپڑی بنانے اور اُخروی محل اُجاڑنے میں کوشاں ہیں۔ اللہ ہمیں عاقبت اندیش بنائے۔

(۱) مسند احمد بن حنبل: ۱۱/۲۳۳ حدیث: ۷۰۶۰...... اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ۲/۱۶۰ حدیث: ۱۲۵۰۔

﴿۲۰﴾

بستر خواب اور فرشتے

وہ اقبال مند لوگ جن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، اور جنھیں ملائکہ کی صحبت ومعیت نصیب ہوتی ہے، ان میں ایک وہ خوش نصیب شخص بھی ہے جو رات میں جب اپنے بستر پر سونے کے لیے جاتا ہے تو پاکی اور وضو کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کا یہ عمل خداوند قدوس کو اتنا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آسمانی نمائندے کو اس کی خواب گاہ میں بھیج دیتا ہے کہ وہ جاکر اس کے بستر پر پہرہ دے۔ اور جب گئی رات میں وہ کروٹیں بدلے تو یہ اس کے لیے دعاے اِستغفار کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

طهروا هٰذه الأجساد طهركم اللّٰه، فإنه ليس من عبد يبيت طاهرا إلا بات معه في شعاره ملك لاينقلبب ساعة من الليل إلا قال: اللّٰهم اغفر لعبدك فإنه بات طاهرا . (۱)

یعنی ان جسموں کو پاک رکھو، اللہ تمہیں (مزید) پاکیزگی عطا فرمائے گا۔ طہارت کی حالت میں سونے والا شخص (اکیلا) نہیں سوتا بلکہ ایک فرشتہ بھی اس کے ساتھ رات بسر کرتا ہے۔ جب کبھی وہ رات میں کروٹ بدلتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف فرمادے کہ یہ باوضو سویا تھا۔

---

(۱) معجم اوسط: ۲۰۴/۵ حدیث: ۵۰۸۷...... جامع الاحادیث سیوطی: ۱۳۰/۱۴ حدیث: ۱۳۹۴۳...... مسند شامیین: ۴۰۲/۳ حدیث: ۲۵۵۲...... کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: ۲۷۷/۹ حدیث: ۲۵۹۹۹۔

نہ صرف یہ کہ رات میں بدلتی کروٹوں پر یہ فرشتہ اس کے لیے دعاے مغفرت کرتا ہے بلکہ جب وہ سر صبح بیدار ہوتا ہے تب بھی وہ اس کے حق میں دعا گو ہوتا ہے☆۔

عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسولِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

من بات طاهرا بات في شعاره ملک، فلم يستيقظ إلا قال الملک: اللّٰهم اغفر لعبدک فلان فإنه بات طاهرا .

یعنی جو شخص باوضو سوتا ہے اس کے ہمراہ ایک فرشتہ بھی سوتا ہے۔ پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ یہ دعا کرتا ہے: اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے کہ یہ یقیناً حالت طہارت پر سویا تھا۔

کیا آپ نہیں چاہتے کہ فرشتے آپ کے بستر نشیں ہوں، اور آپ کی خواب گاہ میں آکر آپ کے لیے دعاے مغفرت کریں؟۔ بس ایک آسان سے نسخے پر عمل کرلیا کریں کہ سونے سے پہلے باوضو ہولیا کریں۔ خدا تا حیات ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

☆ باوضو سونے پر فرشتوں کا ورود تو ہوتا ہی ہے کہ اس کے علاوہ وہ بندہ جو سوال بھی اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے وہ شرفِ قبولیت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ 'ذکر و اذکار کرکے باوضو سونے والا مسلمان رات کو بیدار ہونے پر دنیا وآخرت کی جو بھلائی بھی اللہ سے طلب کرتا ہے اللہ سے عطا فرما دیتا ہے'۔ علاوہ بریں صحیحین میں ایک دعا آئی ہے کہ جو شخص حالت وضو میں وہ دعا پڑھ کر سورہے تو وہ عظیم نعمت سے سرفراز کیا جائے گا کہ اگر مرے گا تو فطرت پر مرے گا اور جیے گا تو خیر کثیر نصیب ہوگی۔ دعا یہ ہے :

اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْکَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْکَ وأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْکَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْکَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَأَ مِنْکَ إِلاَّ إِلَيْکَ، آمَنْتُ بِكِتَابِکَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّکَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ .

یعنی اے میرے پروردگار! میں نے اپنی جان تیرے تابع فرمان کی، اپنے معاملات تیرے سپرد کیے، اور مارے شوق وخوف کے اپنا وجود تیرے سامنے جھکا دیا؛ کیوں کہ بجز تیرے نہ کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ جائے نجات۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لے آیا جسے تو نے نازل فرمایا اور تیرے اُس نبی کو مان لیا جسے تو نے (ہماری طرف) مبعوث کیا۔

[۲۱]

طالبانِ علم اور فرشتے

علم اللہ کا نور ہے۔ اس نور سے معرفت الٰہی اور عظمت رسالت پناہی نصیب ہوتی ہے۔ اسی لیے ہر کسی کو علم کی خیرات نہیں ملتی۔ وہ بڑے خاص سینہ و دل ہوتے ہیں جنھیں اس نورِ الٰہی کا امین بنایا جاتا ہے۔

علم کی اہمیت وفضیلت اپنی جگہ، جو طالبانِ علم ہیں ان کی اپنی عظمت کا یہ عالم ہے کہ پروردگار عالم اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ نہ صرف ان متلاشیانِ علم کے ہم سفر ہوجائیں بلکہ ان کی راہوں میں اپنے پَروں کو بھی بچھادیں کہ مبادا انھیں کوئی ایسی تکلیف پہنچے جو طلب علم کی راہ میں رکاوٹ بن جائے۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

> **ما من خارج خرج من بيته في طلب العلم إلا وضعت له الملائكة أجنحتها رضا بما يصنع .** (۱)
>
> یعنی جب کوئی (طالب علم) اپنے گھر سے علم کی تلاش میں نکلتا ہے، تو اس کے لیے اس کے اس عمل سے خوش ہوکر فرشتے اپنے پَروں کو (اس کے قدموں تلے) بچھادیتے ہیں۔

یہ اعزاز واکرام بس اس لیے ہے کہ وہ طالب علم ماں باپ اور بھائی بہنوں کی محبتیں قربان کرکے میراثِ پیغمبر پانے کے لیے اپنے گھر سے نکل پڑا ہے۔ اور فرشتے اس کے مقدر پر رشک وناز کرتے ہوئے اس کی راہوں میں اپنے پَر رکھ دیتے ہیں۔

---

(۱) ابن ماجہ: ۱/۸۲ حدیث: ۲۲۶...... ابن خزیمہ: ۱/۹۷ حدیث: ۱۹۳۔ ابن حبان: ۴/۱۵۵ حدیث: ۱۳۲۵۔

﴿۲۲﴾

بیمار پرسی اور فرشتے

جذبۂ صلہ رحمی ختم ہوجانے کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ رشتوں کا تقدس پامال ہوگیا۔ اور ہمدردی و بھائی چارے کا بھرم جاتا رہا۔ حال یہ ہے کہ بھائی کی خوشی دیکھتے ہی ہم غمگین ہوجاتے ہیں۔ اور اس کی مصیبت کا سن کر ہماری باچھیں کھل جاتی ہیں۔ یہ دنیا کے کسی دھرم کا اُصول ہوتو ہو اِسلامی طریقہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اسلامی ضابطہ اُخوت تو اتنا وسیع ہے کہ اگر کوئی مسلمان مشرق میں زخمی ہوا تو مغرب میں بسنے والے مسلمان کی غیرتِ ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کی تکلیف کو محسوس کرے، اور اس کے اِزالے کی کوشش بھی۔

یوں ہی آج جب ہمارا کوئی بھائی بیمار ہوجاتا ہے تو اس کی تیمارداری ہم بوجھ محسوس کرتے ہیں اور اس کی عیادت و مزاج پرسی کے لیے جانا ہمارے لیے قیامت بن جاتا ہے۔ حالانکہ بیمار پرسی کا یہ عمل اتنا بڑا ہے کہ پروردگارِ عالم اس کے ساتھ لاتعداد ملکوتی نمائندوں کو لگادیتا ہے جو اس کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ مزید یہ کہ جنت کا ایک باغ اس کے نام الارٹ کردیا جاتا ہے۔ مولاے کائنات حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے :

ما من مسلم يعود مسلماً إلا ابتعث الله سبعين ألف ملكٍ يصلون عليه في أي ساعة النهار كانت، حتىٰ يمسي ومن أي ساعة من الليل كانت، حتىٰ يصبح . (۱)

---

(۱) صحیح ابن حبان: ۲۲۴/۷ حدیث: ۲۹۵۸...... مسند احمد بن حنبل: ۲۶۵/۲ حدیث: ۹۵۵...... مسند بزار: ۳/ ۲۸ حدیث: ۷۷۷...... مسند ابویعلی موصلی: ۲۴۸/۱ حدیث: ۲۸۹۔

یعنی جب کوئی مسلمان دن کی کسی گھڑی میں اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت کرے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے بھیجتا ہے جو شام تک اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔اور اگر رات کے کسی وقت عیادت کرے تو وہ فرشتے صبح تک اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جو سرِ صبح مریض کی عیادت کے لیے نکلے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ شام تک اس کے لیے دعاے مغفرت کرتے رہتے ہیں، نیز اسے جنت میں ایک باغ عطا کیا جاتا ہے۔یوں ہی اگر وہ شام کے وقت بیمار پرسی کے لیے روانہ ہو تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ صبح تک اس کے حق میں دعاے مغفرت کرتے رہتے ہیں، نیز جنت کا ایک باغ اس کے نام کر دیا جاتا ہے۔(۱)

ان روایتوں سے کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بیمار پرسی کی اہمیت اسلام میں کتنی زیادہ ہے؛ مگر ہماری ذاتی رنجشیں، اور نفسانی خرخشے اس عظیم سعادت میں حصہ ڈالنے سے ہمیں روک دیتے ہیں۔بات صرف اتنی ہی نہیں ایک حدیث قدسی میں تو یہاں تک آتا ہے کہ 'اللہ تعالیٰ عرصہ محشر میں فرمائے گا: اے اولادِ آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت اور مزاج پرسی نہیں کی۔انسان کہے گا: اے پروردگار! کیا تو بھی بیمار ہوتا ہے اور تیری بھی مزاج پرسی ہوتی ہے؟، تو تو سارے جہان کا خالق و مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا؛ لیکن تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی۔کیا تجھے پتا نہیں تھا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے یقیناً اس کے پاس پاتا (یعنی میری رضا تجھے حاصل ہوتی!)۔(۲)

---

(۱) سنن ترمذی:۳/۳۰۰حدیث:۹۶۹......سنن ابوداؤد:۳/۱۵۲حدیث:۳۱۰۰۔

(۲) صحیح مسلم:۴/۱۹۹۰حدیث: ۲۵۶۹......صحیح ابن حبان:۱/۵۰۳حدیث: ۲۶۹......مسند اسحٰق بن راہویہ: ۱/۱۱۵حدیث:۲۸......شعب الایمان بیہقی:۶/۵۳۴حدیث:۲۷۸۹۔

﴿۲۳﴾

رکن یمانی اور فرشتے

بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنھیں زیارتِ بیت اللہ الحرام کی سعادت ارزانی ہوتی ہے۔اس سفرعقیدت میں ان پر کیسی کیسی عطائیں اورنوازشیں ہوتی ہیں ان کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا؛لیکن اس سفر میں ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ جب مسافر اپنی منزل کو پہنچ جاتا ہے اوررحابِ حرم میں اُترتا ہے تو پروردگار عالم 'رکن یمانی' کے پاس قدسیوں کے ذریعہ اس کی ضیافت ربانی کا خوبصورت اہتمام فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک موقوف روایت آئی ہے جس میں وہ بیان فرماتے ہیں :

علی الرکن الیمانی ملک موکل به منذ خلق اللّٰه السماوات والأرض فإذا مررتم به فقولوا رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ؛ فانه یقول آمین آمین . (۱)

یعنی زمین وآسمان کی تخلیق کے دن ہی سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے 'رکن یمانی' کے پاس فرشتہ متعین فرمادیا ہے؛ لہٰذا جب تم (دورانِ طواف) وہاں سے گزرو تو یہ دعا پڑھو: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ؛ کیوں کہ وہ طواف کرنے والوں کی دعا پر آمین آمین کہتا رہتا ہے۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ:۱۰/۳۶۸حدیث:۳۰۲۵۱......جامع الاحادیث سیوطی:۱۴/۲۳۵حدیث:۱۴۱۹۰۔

﴿۲۴﴾

صلہ رحمی کرنے والے اور فرشتے

ہمارے عہد کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اللہ ورسول کو خوش کرنے والے اعمال سے کوسوں دور جا چکے ہیں اور نفس وشیطان کو بھانے والے کام کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ آج رشتہ داریاں کتنی نباہی جارہی ہیں، اور رشتوں کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے، بتانے کی ضرورت نہیں۔ معمولی معمولی بات پر ہمیشہ کے لیے قطع تعلقی کرلی جاتی ہے۔ پڑوسی اور دوست آشنا اس معاملے پر جلتے پر تیل کا کام کرتے ہیں۔-الا ماشاء اللہ- حالانکہ ایک مومن کا شعار اور پیغمبرانہ سنت تو یہ ہے کہ اگر کوئی آپ سے تعلق توڑے تو آپ ٹوٹنے نہ دیں، ہر ممکن نباہ کی سبیل بنائیں۔

قطع رحمی کے بالمقابل صلہ رحمی کا یہ عمل کتنا مسعود ومبارک ہے اس کا اندازہ صرف اس سے کیا جاسکتا ہے کہ پروردگار ایسے شخص کے اکرام میں فرشتوں کو بھیجتا ہے جو اس کے دل پر سکون وطمانیت کی پھوار کرتے ہیں، پھر اسے اس معاملے میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں رہ جاتی۔ اگر لوگ اسے اس سلسلے میں گالیاں اور طعنے بھی دیں تو وہ خندہ پیشانی سے سن کر آگے گزر جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں آکر عرض کرتا ہے: یارسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے اپنا تعلق جوڑے رکھنا چاہتا ہوں ؛مگر وہ مجھ سے تعلق توڑنے کے درپے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ

تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ نادانی سے پیش آتے ہیں۔
یہ سن کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

لئن کنت کما قلت فکأنما تسفھم الملّ، ولا یزال معک من اللّٰہ ظھیر علیھم ما دمت علیٰ ذٰلک .

یعنی اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے بتایا تو گویا تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ (لہٰذا تو ان کی فکر نہ کر) ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ (پشت پناہی کے لیے) ہمیشہ اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا، جب تک تو ان کے ساتھ یہ رویہ رکھے گا۔(☆)

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نورانی مخلوق کے ذریعہ اس کی حفاظت ودفاع کا خوبصورت اہتمام فرمادیتا ہے؛ لیکن جب یہ بندہ خود طیش میں آجاتا ہے اور رشتہ داروں کے طعنوں کا گرم وسرد جواب دینا شروع کردیتا ہے تو پروردگارِ عالم فرشتوں کو واپس بلالیتا ہے کہ اب اسے مزید تعاون درکار نہیں، اس نے خود اب محاذِ جنگ سنبھال لیا ہے۔

ایک دوسری معروف حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اس وقت تک بندے کا معاون ہوتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کا تعاون کرتا ہے۔ گویا اللہ کی مدد بھائی کی مدد پر موقوف ہوتی ہے۔ اور ہمارا اپنا حال یہ ہے کہ ہم مارے حسد اور جلن کے اپنے بھائی کی مدد نہیں کرتے، نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد بھی نہیں اُترتی۔ انجام کار بھائی بھی گھاٹے میں ہوتا ہے اور ہم بھی۔ اللہ جل مجدہ ہمیں ایسے دوہرے خسارے سے بچائے اور صلہ رحمی کے ساتھ خدمت خلق کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

(۱) صحیح مسلم: ۱۹۸۲/۴حدیث: ۲۵۵۸...... صحیح ابن حبان: ۱۹۵/۲حدیث: ۴۵۰۔

(☆) فرشتوں کے نزول کی برکات کے علاوہ صلہ رحمی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رزق میں فراخی آتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ آج کم عمری میں موت اور روزی میں کمی کی شاید ایک وجہ ہماری قطع رحمی بھی ہو۔ اللہ ہمارے شعور کی آنکھیں کھولے اس سے پہلے کہ وہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں۔ ۱۲منہ

۲۵

غیر موجود بھائی کے لیے دعا اور فرشتے

ایک بھائی دوسرے بھائی کے حق میں دین ودنیا کی بہتری کے لیے جو دعائیں کرتا ہے اسے سند قبولیت ملتی ہے، اور ان کا آپسی تعلق مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اپنے غیر موجود بھائی کے حق میں دعا کرے تو نہ صرف یہ کہ اس کی دعا سریع الاجابت ہوجاتی ہے بلکہ اسے بھی اس کے مثل عطا کیا جاتا ہے، مزید یہ کہ ایک ملکوتی نمائندہ اس کے پاس مقرر کردیا جاتا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتا رہتا ہے۔ یعنی خیر و برکت اور رحمت وعنایت کی جو بھی دعا وہ اپنے غیر موجود بھائی کے لیے کرے گا فرشتہ اس پر آمین کہہ کر اس کی اجابت کو یقینی بنادے گا، اور اس دعا کرنے والے کو بھی وہ کچھ ملے گا جو اس نے اپنے بھائی کے لیے طلب کیا ہے۔

حضرت صفوان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام میں اپنے ایک سفر کے دوران حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوا؛ لیکن وہ اتفاق سے موجود نہ تھے۔ ان کی اہلیہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: کیا تمہارا اِس سال حج کرنے کا اِرادہ ہے؟۔ میں نے کہا: جی ہاں!۔ تو وہ کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے خیر وعافیت کی دعا کرنا؛ کیوں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:

دعــوة المرء المسلم لأخيه بظهر الغيب مستجابة، عند رأسه ملك موكل، كلما دعا لأخيه بخير، قال الملك الموكل به : آمين، ولك بمثلٍ .

یعنی ایک مسلمان کی دعا اپنے غیر موجود بھائی کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔

(اور اس اہتمام سے کہ) اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر وسلامتی کی دعا کرتا ہے تو وہ مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے: 'آمین' (اے اللہ! اس کی دعا قبول فرما)۔ اور تیرے لیے اس کی مثل۔ (یعنی جو کچھ تو اپنے بھائی کے لیے طلب کر رہا ہے وہی اللہ تجھے بھی عطا کرے)۔(۱)

حضرت صفوان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر میں بازار کی طرف چلا گیا، اور اتفاق سے وہاں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ تو انھوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کردہ ویسی ہی حدیث بیان فرمائی۔

حضرت اُم الدرداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر ابوالدرداء کے کوئی تین سو ساٹھ دینی دوست تھے جن کے لیے وہ نماز میں دعا کیا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے ان سے اس بارے میں بات کی تو وہ فرمانے لگے:

أفلا أرغب أن تدعو لي الملائكة ! . (۲)

کیا میں اس بات کی رغبت نہ رکھوں کہ فرشتے میرے لیے دعا کریں۔

لہٰذا ہمیں فراخ دلی کے ساتھ اپنے غائب بھائیوں اور غیر موجود دوستوں کے حق میں دعاے خیر کرنی چاہیے، اور ان کے لیے دین ودنیا کی بہتری مانگنی چاہیے۔ تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا بھی بھلا کرے اور ہمارا بھی۔

شیطان یقیناً ہمیں اس کی اجازت نہ دے گا، اور بھائی کی بھلائی کے حق میں دعا کرنے کی ہمیں جرأت نہ کرنے دے گا؛ لیکن ہماری اصل کامیابی شیطان کی ناکامی ہی میں ہے۔ یہ بھی تو دیکھیں کہ اس میں بھائی کے فائدے کے ساتھ آپ کا بھی فائدہ ہے؛ لہٰذا اگر بھائی کے فائدے کے لیے نہ کریں تو اپنے لیے تو کریں۔ اللہ توفیق خیر سے نوازے۔ آمین.

(۱) صحیح مسلم: ۲۰۹۴/۴ حدیث: ۲۷۳۳...... مسند عبد بن حمید: ۹۸/۱ حدیث: ۲۰۱...... مسند احمد بن حنبل: ۳۶/ ۳۹ حدیث: ۲۱۷۰۷...... جامع الاحادیث سیوطی: ۴۶۳/۱۲ حدیث: ۱۲۳۰۶۔

(۲) سیر اعلام النبلاء: ۳۵۱/۲...... تاریخ مدینۃ دمشق: ۲۳۸۹/۱۳۔

﴿۲۶﴾

افطاری اور فرشتے

اسلام غریبوں کی دیکھ ریکھ پر اُبھارتا ہے۔ یتیموں کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہے، اور کھانا کھلانے کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے۔ بلکہ ایک موقع پر آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی تعریف میں 'إطعام الطعام' کھانا کھلانے کا ذکر فرمایا ہے۔ تو لوگوں کی شکم سیری جب بھی کی جائے باعث خیر و برکت ہے؛ تاہم اس وقت اس عمل کا اَجر و ثواب بہت فزوں ہوجاتا ہے جب کسی روزے دار کو افطار کرایا جائے۔ ایسے موقع پر زبانِ رسالت نے قدسیوں کی آمد کی بشارت دی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا أفطر عِند ناس قال : أفطر عِندكم الصائِمون ، وأكل طعامكم الأبرار ، وتنزلت عليكم الملائِكة . (۱)

یعنی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگوں کے ہاں روزہ افطار فرماتے تو اسے یہ دعا دیتے: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأبْرَارُ ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلائِكَة۔ روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کرتے رہیں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے رہیں اور فرشتے تمہارے ہاں نازل ہوتے رہیں۔

فرشتوں کے نزول کی بشارت سن کر میں نہیں سمجھتا کوئی اس عمل سے پیچھے رہے گا!۔

---

(۱) سنن دارمی:۲/۴۰ حدیث:۱۷۷۲...... مصنف عبدالرزاق:۴/۳۱۱ حدیث:۷۹۰۷۔

۲۷

اللہ کے لیے ملاقات اور فرشتے

آج ہماری ترجیحات بدل گئیں۔نہ ہماری دوستیاں اللہ کے لیے اور نہ ہماری دشمنیاں اللہ کے لیے۔ مادّیت کا دار دورہ ہے۔ہم دنیا پر راج کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے، مگر بدقسمتی سے دنیا ہم پر راج کر رہی ہے۔ ہماری حقیقت بس اتنی رہ گئی ہے کہ 'ہم کماتے ہیں جینے کے لیے اور جیتے ہیں کمانے کے لیے'۔لیکن اس کساد بازاری میں اگر کسی کی دوستی صرف محبت الٰہی پر قائم ہوتو دیکھیں اللہ اس پر کیسا انعام وکرم فرماتا ہے اور آسمانی مخلوق کو اس کے اعزاز وضیافت میں بھیجتا رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ان رجلا زار أخا له في قرية أخرىٰ فأرصد اللّٰه له على مدرجته ملكا، فلما أتى عليه قال؛ أين تريد؟ قال أريد أخا لي في هٰذه القرية، قال: هل لک عليه من نعمة تربها؟ قال: لا غير أني أحببته في اللّٰه عزوجل قال فإني رسول اللّٰه إليک بأن اللّٰه قد أحبک كما أحببته فيه .(۱)

ایک آدمی دوسری بستی کی طرف اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتہ مقرر کردیا۔ جب وہ اس فرشتے کے پاس پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں اپنے بھائی

(۱) صحیح مسلم:۴/۱۹۸۸حدیث:۲۵۶۷......صحیح ابن حبان:۲/۳۳۱حدیث:۵۷۲۔

کے پاس جا رہا ہوں۔فرشتے نے پوچھا: کیا تو نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے بڑھانا چاہتے ہو؟ کہا: نہیں۔بس اتنی سی بات ہے کہ میں محض اللہ کی رضا کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں۔فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس یہ پیغام دینے کے لیے آیا ہوں کہ جس طرح تو نے اللہ کی رضا کی خاطر اس سے محبت کی ہے، اللہ تعالیٰ بھی تم سے اسی طرح محبت فرماتا ہے☆۔

اللہ کے لیے دوستیاں کرنے اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے رہنے کی شان بڑی بلند ہے۔عہد صحابہ کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔حضرت ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوخیز جوان موجود ہے، اس کے دانت موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں، لوگ اس کے گرد ایسے ہی حلقہ بنائے بیٹھے ہیں جیسے چاند کے گرد ستارے اپنی کہکشائیں سجائے ہوتے ہیں۔

اگر کسی معاملے میں اختلاف ہوتا ہے تو سیدھا اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے قول ورائے کو آخری فیصلہ تصور کرتے ہیں۔

عنفوانِ شباب کی اس بے پایاں قابلیت پر مجھے بہت رشک آیا اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ صحابی رسول، قاضی اسلام، فقیہ اُمت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جب کل ہوئی تو میں نے چاہا کہ آج کچھ پہلے مسجد چلتے ہیں۔کیا دیکھتا ہوں کہ وہ جوان مجھ سے پہلے مسجد پہنچ آیا ہے اور نماز پڑھنے میں مشغول ہے۔

(☆) صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن اعلان فرمائے گا کہ محض میری رضا وخوش نودی کے لیے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟۔وہ میرے پاس آئیں، آج میں انھیں اس کا صلہ دینا چاہتا ہوں۔چنانچہ انھیں عرش کے سایہ تلے جگہ دی جائے گی، تاکہ وہ تپش محشر سے بچ سکیں۔کیوں کہ اس دن اللہ کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔۱۲ منہ

میں نے نماز ختم ہو جانے کا انتظار کیا اور پھر اس کے سامنے سے اس کے قریب آیا۔ سلام کرنے کے بعد میں نے کہا: قسم بخدا! مجھے تم سے اللہ واسطے کی محبت ہے۔

یہ سن کر اس نے کہا: اَللہ (یعنی کیا واقعتاً محض اللہ کے لیے مجھ سے محبت ہے؟)

میں نے کہا: اَللہ (ہاں! محض اللہ واسطے!)۔

پھر اس نے کہا: اَللہ (یعنی کیا واقعتاً محض اللہ کے لیے مجھ سے محبت ہے؟)

میں نے کہا: اَللہ (ہاں! محض اللہ واسطے!)۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر اس جوان کا چہرہ کھل اُٹھا اور فرطِ محبت میں اس نے میری چادر کا کونہ پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا :

'مبارک ہو، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ -جل مجدہ- فرماتا ہے :

وجبت محبتي للمتاحبين في، و المتجالسين في، و المتزاورين في، والمتباذلين في .(۱)

یعنی میں اُن لوگوں کے ساتھ کچھ خاص محبت کا معاملہ کرتا ہوں جو محض میرے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، صرف میرے واسطے ایک جگہ آ بیٹھتے ہیں، صرف میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، اور صرف میری رضا پانے کے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں'۔

اللہ جل مجدہ ہمیں محض اپنی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے تعلق رکھنے، ایک دوسرے کی مدد کرنے اور آپس میں بھائی چارے کا ماحول قائم رکھنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامی الامین الحلیم الکریم ﷺ۔

---

(۱) ریاض الصالحین: ۱/۴/۴۷ حدیث: ۳۸۲...... ابن سعد: ۳/۵۸۷......تاریخ مدینۃ دمشق: ۷/۲۵۸...... مالک فی الموطا باسنادِ صحیح۔

۲۸

راہِ خدا کے خرچیلے اور فرشتے

دنیاوی شہرت ووجاہت کے لیے ہم اپنے خزانوں کے منہ کھول دیتے ہیں، اور بے دریغ خرچ کرڈالتے ہیں؛ لیکن جب راہِ خدا میں دینے کی باری آتی ہے تو خزانے کا منہ سکڑ جاتا ہے اور ہمارے ہاتھ شل پڑ جاتے ہیں۔ یہ بھی دنیاداری اور آخرت بیزاری کی ایک علامت ہے۔ حالانکہ جو دنیا کے لیے گیا وہ تو گیا، بچا بس وہی جو آخرت کے لیے دیا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن پر یہ راز آشکار ہوگیا اور وہ اپنی اُخروی زندگی سنوارنے کے لیے اسی دنیا میں عمل اِنفاق وسخاوت کیے جارہے ہیں۔

ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ قبروحشر میں چمکنے والے چراغ صرف اور صرف اِسی دنیا میں جلائے جاسکتے ہیں۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کتنے خوش نصیب ہیں کہ انھیں اللہ کی دیگر بے پایاں رحمتوں کے ساتھ فرشتوں کی رفاقت ومعیت بھی نصیب ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ما من یوم یصبح العباد فیہ إلا ملکان ینزلان فیقول أحدھما : اللّٰھم اعط منفقا خلفا، ویقول الاٌخر : اللّٰھم اعط ممسکا تلفا . (۱)

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں لوگ صبح کرتے ہیں مگر یہ کہ دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک (دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: اے اللہ عزوجل!

(۱) صحیح بخاری: ۲/۱۱۵ حدیث: ۱۴۴۲...... صحیح مسلم: ۲/۷۰۰ حدیث: ۱۰۱۰۔

خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر۔ اور دوسرا (بددعا کرتے ہوئے) کہتا ہے:
اے اللہ! روکنے والے (کنجوس) کو ہلاک و برباد فرما۔

اسی سے ملتی جلتی ایک دوسری روایت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'ہر روز طلوعِ آفتاب کے وقت اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور وہ دونوں بلند آواز میں پکارتے ہیں جسے انسان و جنات کے علاوہ سارے زمین والے سنتے ہیں :

أيها الناس! هلموا إلى ربكم فإن ما قل و كفىٰ خير مما كثر و الهى . (۱)

یعنی اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ کفایت کرنے والا تھوڑا (مال) غافل کردینے والے زیادہ (مال) سے بہتر ہے۔

یوں ہی غروبِ آفتاب کے وقت اس کی دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور وہ دونوں بلند آواز میں پکارتے ہیں جسے اِنسان و جنات کے علاوہ سارے زمین والے سنتے ہیں :

اللّٰهم اعط منفقا خلفا، و اعط ممسكا تلفا . (۱)

اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور روک رکھنے والے کو تباہ کر'۔

ایک حدیث میں سخی کی فضیلت اور بخیل کی نحوست یوں بیان ہوئی ہے کہ 'سخی اللہ سے قریب، جنت سے قریب، لوگوں سے قریب اور جہنم سے دور ہے۔ جب کہ بخیل اللہ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم سے قریب ہے۔ نیز جاہل سخی بارگاہِ الٰہی میں عابد بخیل سے زیادہ قدر و منزلت رکھتا ہے۔ اللہ ہم میں شعورِ سخاوت بیدار فرمادے۔

(۱) مسند احمد بن حنبل: ۵۳/۳۶ حدیث: ۲۱۷۲۱ ...... مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۸۰/۱۳ حدیث: ۳۵۶۳۴۔
(۲) صحیح بخاری: ۱۱۵/۲ حدیث: ۱۴۴۲ ...... صحیح مسلم: ۷۰۰/۲ حدیث: ۱۰۱۰۔

۲۹

قدردانِ نعمت اور فرشتے

یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتنی نعمتیں فرمائی ہیں کہ جن کا نہ حساب ہے اور نہ شمار۔ وہ چونکہ 'بے نیاز' ہے اس لیے ہمارے شکر کرنے نہ کرنے سے اس کی شانِ ربوبیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ وعدۂ الست کے مطابق ہمیں برابر اپنی نعمتوں سے مالا مال کرتا رہتا ہے۔ ہم بے شک اُسی کے بندے ہیں؛ لیکن اگر شکر گزار بندے بن جائیں تو پھر کیا کہنے! نہ صرف یہ کہ وہ ہم پر نعمتوں کی برکھا میں اِضافہ فرمادے گا بلکہ قدسیوں کی معیت ورفاقت کا شرف بھی ہمیں عطا فرمائے گا۔

ایک معروف واقعہ جسے ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں؛ مگر ہم اسے کوئی دیومالائی کہانی سمجھتے تھے، حالانکہ وہ زبانِ نبوت سے نکلا ہوا بنی اسرائیل کا ایک سچا واقعہ ہے، جسے امام بخاری ومسلم نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک کوڑھی' سفید داغ والا، دوسرا گنجا، اور تیسرا اندھا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا۔ چنانچہ پہلے ایک فرشتہ انسانی شکل میں سفید داغ والے کے پاس روانہ کیا۔ فرشتہ اس کے پاس پہنچ کر پوچھتا ہے: بتا تجھے دنیا میں کون سی چیز زیادہ پیاری ہے؟۔

اس نے کہا: خوبصورت رنگ اور اچھی کھال، نیز یہ کہ مجھ سے یہ بیماری دور ہوجائے، کیوں کہ سفید داغ کے باعث لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی یہ خواہش سننے کے بعد فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی سفیدی جاتی رہی اور اس کا رنگ وروپ بھی خوبصورت ہوگیا۔

فرشتے نے مزید پوچھا: کیا تجھے مال ودولت عزیز ہے؟۔

اس نے کہا: ہاں، کیوں نہیں، مجھے اونٹ یا گائے بہت پسند ہے۔ چنانچہ اسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی دی گئی۔ ساتھ ہی فرشتے نے یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت اُتارے۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ تجھے دنیا میں کون سی چیز زیادہ پیاری ہے؟۔ اس نے کہا: عمدہ بال، ساتھ ہی یہ بیماری جاتی رہے کہ اس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہوگئی اور اسے خوبصورت بال مل گئے۔

فرشتے نے مزید پوچھا کہ تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟۔ اس نے کہا: گائے۔ چنانچہ اس کو فوراً ایک گابھن گائے عطا کی گئی۔ فرشتے نے رخصت ہوتے ہوئے اسے یہ دعا دی کہ خدا تیرے مال میں برکت دے۔

اب یہ فرشتہ اندھے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: بتا تجھے کون سی چیز زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا: (اندھے کو آنکھ سے زیادہ محبوب اور چیز کیا ہوسکتی ہے) میں بینائی کا آرزومند ہوں تاکہ لوگوں کو دیکھ سکوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بینائی لوٹ آئی۔ فرشتے نے مزید پوچھا کہ مال میں سے تمہیں کس سے دلچسپی ہے؟۔ اس نے کہا: ہاں، کیوں نہیں، بھیڑ بکری مجھے کافی پسند ہیں۔ چنانچہ اسے گابھن بکری دے دی گئی۔

اب ان تینوں کی اونٹنی، گائے اور بکری خوب پھلی پھولیں۔ اور معاملہ یہاں تک آ پہنچا کہ سفید داغ والے کا جنگل اونٹ سے بھر گیا۔ گنجے کی جنگل بھر گائیں ہو گئیں، اور اندھے کی جنگل بھر بکریاں ہی بکریاں ہو گئیں۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: کچھ عرصہ بعد وہی فرشتہ سفید داغ والے کے پاس اپنی پہلی صورت اور شکل میں آ کر کہتا ہے: میں محتاج آدمی ہوں، سفر میں میرے تمام اسباب لٹ گئے، اب میرے لیے منزلِ مقصود تک پہنچنا بہت مشکل ہے الا یہ کہ اللہ مجھ پر کرم کرے اور تو میری مدد کرے۔ لہٰذا میں تجھ سے اسی کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے نکھرا رنگ اور ستھری کھال عطا کی اور مال و دولت سے نوازا۔ اگر تم مجھے ایک اونٹ دے دو تو میرا سفر آسانی سے کٹ جائے گا۔

اس نے بے رخی سے کہا: جاؤ، مجھ پر لوگوں کے حق بہت زیادہ ہیں۔

فرشتے نے کہا: میں تجھے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ ذرا بتانا تو سہی کیا تم محتاج کوڑھی نہ تھے، اور لوگ تم سے گھن کھاتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تجھے مالا مال کر دیا۔

اس نے جواب دیا: کہاں کی باتیں ہانک رہے ہو، میں نے تو یہ مال و دولت اپنے باپ دادا سے پایا ہے، جو کئی پشتوں سے بڑے دولت مند و امیر لوگ تھے۔ اس کا یہ جواب سن کر فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر یہ فرشتہ اسی شکل وصورت میں گنجے کے پاس آیا اور وہی ساری باتیں کیں جو اس نے سفید داغ والے سے کی تھیں۔ اور اس کا جواب بھی بالکل سفید داغ والے شخص جیسا ہی تھا۔ فرشتے نے اس سے رخصت ہوتے ہوئے یہ بددعا دی کہ اگر تو جھوٹا ہے تو تجھے اللہ ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

سرکارِ ذی وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور

کہا: میں محتاج آدمی ہوں، لمبے سفر نے کمر توڑ دی ہے، سارے اسباب سفر ختم ہو گئے، اب کوئی تدبیر وحیلہ کام نہیں کر رہا، ایسا لگتا ہے میں منزل تک نہیں پہنچ سکوں گا، ہاں! اگر اللہ کا فضل اور تمہاری کچھ مدد ہو گئی تو شاید میری مشکل آسان ہو جائے۔ لہٰذا میں تجھ سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھ عطا کی ہے، مجھے ایک بکری دے دے تا کہ وہ میرے سفر میں کام آئے۔

اس نے کہا: بے شک میں اندھا تھا، اور بینائی کی دولت سے محروم تھا۔ پھر اللہ نے مجھے آنکھ عطا کی، اور اب میں انکھیارا ہو گیا، تو ایک بکری ہی نہیں ان بکریوں میں سے جتنی بکریاں تمہیں درکار ہوں لے جاؤ، اور جو چاہو پیچھے چھوڑ دو۔ خدا کی عزت کی قسم! آج جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں لوگے میں تم پر سختی نہ کروں گا کہ یہ سب اسی پروردگار کا عطا کردہ ہے۔

فرشتے نے کہا: اپنے مال کو اپنے پاس رکھو، مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں۔ تم تینوں آدمی دراصل آزمائے گئے تھے۔ تیرے دونوں ساتھی تو ناکام ہو گئے؛ مگر تم بامراد ہوئے اور اللہ تم سے خوش ہوا۔(۱)

مذکورہ بالا واقعے کی روشنی میں یہ سچ کس طرح قائم ہو گیا کہ شکر گزاری اور احساس مندی سے عزت وتوقیر اور مال ومنال میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور ناشکری ونخوت وبالِ جان ومال بن جاتی ہے۔ نیز لوگوں کے دل سے اس کی عزت واہمیت کی جو شمع گل ہو جاتی ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔

صبر وشکر اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ وہ اپنے خاص بندوں ہی کو ان سے حصہ عطا فرماتا ہے۔ ہر کوئی صابر وشاکر کیوں ہونے لگے!۔ ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہمیں اپنے صابر وشاکر بندوں میں کرے کہ یہ دونوں جنت کے بشارت یافتہ ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری:۴/۱۷۱ حدیث: ۳۴۶۴...... صحیح مسلم:۴/۲۲۷۵ حدیث:۲۹۶۴...... مسند بزار:۲/۴۰۹ حدیث:۸۰۹۷...... جامع الاصول فی احادیث الرسول:۱۰/۳۲۱ حدیث:۷۸۲۵۔

[۳۰]

لمحاتِ کرب اور فرشتے

انسان کی زندگی میں کیف وخوشی کی بہاریں بھی آتی ہیں اور رنج وغم کے پت جھڑ بھی۔ جو خوشیاں دینے والا ہے وہی کبھی آزمائشوں میں بھی ڈالتا ہے۔ یادرہے کہ یہ دنیا عالم اَسباب ہے؛ یہاں ہر چیز ذریعہ وسبب سے مربوط ہے؛ ورنہ مسبّب الاسباب اور کارسازِ حقیقی وہی مالک الملک پروردگار ہے، اور اس کی کارسازی کے مظاہر بہت سی شکلوں میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ چونکہ کچھ لوگ اس حکمت کو سمجھنے سے عاری ہیں؛ اس لیے انھوں نے پورے دین کو 'کنفیوز' کرکے 'بازیچہ اطفال' بنا دیا ہے۔ دیکھیے حیران وششدر شخص کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فرشتے بھیج کر اس کی مشکلیں کیسے آسان فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الشجرة فإذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله . (۱)

> یعنی کراماً کاتبین کے علاوہ زمین میں اللہ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو (پل پل کی خبر اور) درخت سے گرنے والے پتوں تک کا ریکارڈ رکھتے ہیں؛ لہٰذا اگر کبھی تم کسی انجان جگہ پھنس جاؤ تو یوں ندا کرو: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

سوال یہ ہے کہ کیا اللہ جل مجدہ ویرانے میں حیران وششدر شخص کی مدد کرنے سے قاصر ہے۔ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ وہ معاون فرشتوں کو بھیج کر بندے کی ڈھارس بندھاتا ہے، اور فرشتوں اور اولیا کی امداد اصلاً امدادِ الٰہی ہی ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ بخشے۔ آمین

(۱) مسند بزار: ۲/۱۷۸ حدیث: ۴۹۲۲...... شعب الایمان بیہقی: ۶/۱۲۸ حدیث: ۲۴۳۲۔

۳۱

توبہ کے متلاشی اور فرشتے

اِنسان گناہ سے بچنے کا ہزار جتن کرے؛ مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں ٹھوکر لگ ہی جاتی ہے، چونکہ انسان جو ہوا!۔ اولادِ آدم کی فطرت میں گناہ کی للک رکھ دی گئی ہے، سو وہ گناہ کرتا رہتا ہے، اور انجام کار گناہ کی نحوست احساسِ گناہ کو مار دیتی ہے، جس کے باعث وہ توبہ میں ٹال مٹول کرتا ہے، چونکہ احساسِ گناہ کا جاگ اُٹھنا ہی توبہ تھا؛ اسی لیے اللہ کو وہ بندے بڑے پیارے ہیں جو گناہ کے بعد فوراً اس کی بارگاہ میں رجوع لاتے ہیں اور اپنی ناکردنی پر پشیمان ہوتے ہیں۔ اللہ ایسے بندوں کی توبہ نہ صرف قبول فرماتا ہے بلکہ اس کے سابقہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی قدسیوں کے نزول سے اسے اعزاز و اکرام بھی بخشتا ہے۔

امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں بنی اسرائیل کے ایک گناہ گار کا واقعہ نقل کیا ہے، یہاں ہم موقع کی مناسبت سے اسے من وعن نقل کر رہے ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری اس واقعے کے راوی ہیں کہ حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

تم سے پہلے زمانے میں ایک شخص تھا جس نے (ایک دو نہیں پورے) ننانوے قتل کیے تھے۔ (پھر اس میں توبہ کا شعور جاگا تو) اس نے روے زمین کے سب سے بڑے عالم کا پتا لگایا تو معلوم ہوا کہ ایک راہب ہے۔ چنانچہ وہ راہب کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ کی قبولیت کی کوئی اُمید ہے؟۔

راہب نے کہا: بالکل نہیں۔ اتنا سننا تھا کہ مارے غصے میں اس نے راہب کو بھی قتل

کر کے سو کا عدد پورا کر دیا۔ (اِحساسِ توبہ نے اسے پھر بے تاب کیا تو) اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا؛ چنانچہ اسے ایک عالم ربانی کا پتا بتایا گیا۔

وہ عالم ربانی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں نے ایک سو آدمی قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟۔ اس نے جواب دیا: ہاں! بھلا توبہ اور تائب کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے۔ یہ تو خاص بندے اور خالق کا معاملہ ہے۔

میں تمھیں ایک مشورہ دیتا ہوں کہ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ اولیا و صالحین بستے ہیں، جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ عبادتِ الٰہی کے لیے وقف ہے۔تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت وریاضت کرنا۔

یہ حوصلہ افزا جواب سن کر وہ شخص وہاں سے چل پڑا۔ جب ٹھیک راستے کے درمیان میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا۔ اب اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے اُلجھ پڑے۔

رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے توبہ کر کے آ رہا تھا۔ عذاب کے فرشتے بولے: اس نے زندگی بھر قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا ہے۔

اب ایک فرشتہ انسانی شکل میں ان کے پاس آیا۔ فرشتوں نے اس آدمی (نما فرشتے) کو اپنا فیصل بنا لیا۔ چنانچہ اس نے یہ فیصلہ صادر کیا :

قيسوا ما بين الأرضين فإلى أيتهما كان أدنى فهو له فقاسوا فوجدوه أدنىٰ إلى الأرض التي أراد، فقبضته ملائكة الرحمة .

یعنی دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپا جائے، جس مقام سے وہ قریب ہو اس میں اس کا شمار ہوگا۔ چنانچہ فرشتوں نے جب پورے فاصلے کو ناپا تو جس علاقے کی طرف اِرادہ کر کے وہ نکلا تھا وہ قریب تر نکلا؛ لہٰذا رحمت کے فرشتوں

نے اس کی روح قبض کی۔

نیز بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے :

فأوحى اللّٰه تعالىٰ هٰذه أن تقربي وأوحىٰ إلى هٰذه أن تباعدي، وقال قيسوا ما بينهما فوجد إلى هذه أقرب بشبر فغفر له . (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے صالحین کے علاقے کو حکم دیا کہ وہ قریب ہو جائے، اور دوسرے علاقے کو حکم دیا کہ وہ دور ہو جائے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ دونوں علاقوں کا رقبہ ناپا جائے۔ چنانچہ (یہ شخص) اس نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا؛ لہٰذا اس کی بخشش ہوگئی۔

سچ ہے کہ رحمت خداوندی بہانمی جوید، بہانہ می جوید۔یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت دولت نہیں تلاشتی بلکہ بہانہ کی تلاش میں ہوتی ہے کہ بندہ کوئی ایسا عمل کردے جس پر اسے پیار آجائے اور وہ بخشا جائے۔اس کی رحمت کو پیار آنے کے لیے عظیم وکبیر اعمال درکار نہیں ہوتے وہ چھوٹی اور معمولی سی نیکی پر بھی مہربان ہوجاتی ہے۔

اس لیے یہ بات دل کی تختی پر نوٹ کر لینے کے قابل ہے کہ نیکی خواہ کتنی ہی معمولی اور چھوٹی کیوں نہ ہو اسے ضرور کریں، ہو نہ ہو رحمت الٰہی اس پر مہربان ہوجائے۔اور برائی خواہ کتنی ہی چھوٹی ہو اس سے دور بھاگیں، نہ معلوم وہ غضب الٰہی کو دعوت دے بیٹھے۔

تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے گنہ گاروں اور سیہ کاروں کو کسی معمولی نیکی کی وجہ سے بخش دیا۔اور جب گرفت کرنا ہوا تو متقی و پرہیز گار کی معمولی خطا بھی اس کے لیے وبالِ جان بن گئی۔اللہ ہمیں شعورِ نیکی عطا فرمائے۔

---

(۱) صحیح بخاری:۴/۱۷۴حدیث:۳۴۷۰......صحیح مسلم:۴/۲۱۱۹حدیث:۲۷۶۶......شعب الایمان بیہقی:۵/۳۹۷حدیث:۲۲۴۱......جامع الاحادیث سیوطی:۱۵/۲۶۳حدیث:۱۵۴۵۸۔

﴿۳۲﴾

آخرت کے فکرمند اور فرشتے

وہ سعادت نصیب لوگ جن کا جینا مرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہو، جو ہمہ وقت فکر آخرت اور ذکر الٰہی میں غلطاں و پیچاں رہتے ہوں۔ جو رہتے تو اِس دنیا میں ہوں؛ مگر انھیں روگ اُس دنیا کا لگ گیا ہو۔ظاہر ہے ایسے لوگوں کو پھر یہ دنیا کب بھانے لگے، وہ تو اُٹھتے بیٹھتے اُسی دائمی ٹھکانے کے فکرمند ہوتے ہیں۔ایسے خوش بختوں پر اللہ کی بے پایاں رحمتیں اُترتی ہیں اور فرشتوں کی معیت ورفاقت کا اعزاز انھیں بخشا جاتا ہے۔لیکن فکر آخرت کا یہ نشہ کس قدر تیز ہونا چاہیے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعے سے لگائیں۔

کاتب رسول؛ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔آپ نے ہمیں کچھ نصیحت فرمائی، اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا، (جسے سن کر ہم دہل سے گئے)۔

پھر مجلس برخواست ہونے کے بعد میں گھر آیا اور بیوی بچوں کے ساتھ ہنسی کھیل میں لگ گیا۔تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلا تو مجھے راہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے۔میں نے ان سے کہا:'حنظلہ منافق ہوگیا'۔

یعنی ہم جب تک میں بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں ہوتا ہوں، اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواعظ حسنہ سنتا ہوں تو ایسا لگتا ہے جیسے جنت ودوزخ میری آنکھوں کے سامنے ہیں؛لیکن جیسے ہی اُس بارگاہِ بے کس پناہ سے رخصت ہوتا ہوں وہ کیفیت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ یہی حال میرا بھی ہے۔ چنانچہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے، اور اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت حنظلہ نے وہی جملہ دہرایا کہ 'حنظلہ منافق ہوگیا'۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: حنظلہ کیا کہتے ہو؟۔ نیز حضرت ابوبکر صدیق نے بھی اپنی کیفیت بیان کی تو سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

يا حنظلة! ساعة ساعة، لو كانت تكون قلوبكم كما تكون عند الذكر، لصافحتكم الملائكة، حتىٰ تسلم عليكم في الطريق .

یعنی اے حنظلہ! یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے (اور یہ کیفیت آتی جاتی رہتی ہے)۔ ورنہ اگر تمہارے دلوں کی حالت ایسی ہی رہے جیسے ذکر الٰہی کے وقت ہوتی ہے (یعنی جو تم میرے پاس محسوس کرتے ہو) تو عالم یہ ہو کہ فرشتے تم سے مصافحہ کرنے کے لیے اُتر آئیں اور تمہیں راستوں میں سلام کرتے پھریں۔

دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ آپ نے فرمایا :

لصافحتكم الملائكة علىٰ فرشكم وفي طرقكم ولكن يا حنظلة! ساعة ساعة، ثلاث مرارٍ . (۱)

یعنی (اگر تمہاری وہی کیفیت ہر وقت برقرار رہے) تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں؛ لیکن اے حنظلہ! یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ یہ آخری جملہ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔

گویا ذکر وفکر کی مجلسوں میں بیٹھنے سے وہ کیفیت میسر آتی ہے، اور باقی رہتی ہے۔ تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنا وقت مجالس ذکر وغیرہ میں گزاریں کہ دیر تک ہمیں وہ کیفیت نصیب ہو اور قدسیوں کی صحبت ورفاقت سے متمتع ہوں۔

(۱) صحیح مسلم: ۲۱۰۶/۴...... سنن ابن ماجہ: ۱۴۱۶/۲ حدیث: ۴۲۳۹...... صحیح ابن حبان: ۵۵/۲ حدیث: ۳۴۴۔

﴿۳۳﴾

ایک دعا اور ستر ہزار فرشتے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَن خرج من بيته إلى الصلاة فقال: اللّٰهُمَّ إنيْ أسْألُکَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْکَ وَأسْألُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا، فَإِنِّي لَمْ أخْرُجْ أشْرًا وَلاَ بَطَرًا وَلاَ رِيَاءً وَلاَ سُمْعَةً، وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ، فَأسْألُکَ أنْ تُعِيْذَنِي مِنَ النَّارِ وَأنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوْبِي إنَّهٗ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إلَّا أنْتَ، أقبل اللّٰه عليه بوجهه واستغفر له سبعون ألف ملک. (۱)

یعنی جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلے اور یہ پڑھے: اللّٰهُمَّ إنيْ أسْألُکَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْکَ وَأسْألُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا، فَإِنِّي لَمْ أخْرُجْ أشْرًا وَلاَ بَطَرًا وَلاَ رِيَاءً وَلاَ سُمْعَةً، وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ، فَأسْألُکَ أنْ تُعِيْذَنِي مِنَ النَّارِ وَأنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوْبِي إنَّهٗ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إلَّا أنْتَ. تو (اس دعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے طالب مغفرت ہوتے ہیں۔

کرمِ الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور فرشتوں سے دعاے مغفرت کروانا اللہ نے ہمارے لیے کتنا آسان کردیا ہے؛ پھر بھی اگر ہم خود کو نہ بخشوا سکے تو بڑے تعجب کی بات ہوگی!۔

(۱) سنن ابن ماجہ: ۱/۲۵۶ حدیث: ۷۷۸...... مسند ابن جعد: ۱/۲۹۹ حدیث: ۲۰۳۱۔

[۳۴]

کلمہ اِستعاذہ اور فرشتے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کا خالق بھی ہے مالک بھی، پالنہار بھی ہے اور کارساز بھی۔ اسے یہ بات پسند نہیں کہ میرا بندہ میرے علاوہ کسی اور سے کوئی اِحتیاج رکھے۔ یا میری پناہ گاہ کے علاوہ کوئی اور ٹھکانا ڈھونڈے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ ہمارا قبلۂ مقصود وکعبۂ مراد صرف اور صرف اسی کی ذات ہو۔

اسی لیے جب اس نے اپنے مقدس کلام کو ہمیں پڑھنے کا حکم دیا تو اس سے قبل یہ ہدایت کردی کہ خبردار! پہلے شیطان کو دھتکار کر میری پناہ میں آجاؤ، پھر تلاوتِ قرآن کا آغاز کرو۔ اسے کسی چیز میں شراکت پسند نہیں؛ کیوں کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔

اس نے ہمیں نہ صرف شیطان سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ اس پر اس نے وعدۂ ثواب بھی رکھا ہے، اور فرشتوں کی خدمت وماموری کا تحفہ بھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من استعاذ باللّٰہ في الیوم عشر مرات من الشیطان وکل اللّٰہ بہ ملکا یرد عنہ الشیطان . (۱)

یعنی جو شخص دن میں دس مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ چاہے (اور استعاذہ پڑھے) تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو اس سے شیطان کو دفع کرتا رہے گا (اور اس کے ہر وار کو ناکام بناتا رہے گا)۔

(۱) مسند ابویعلی موصلی: ۷/۱۴۶ حدیث: ۴۱۱۴...... اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ۶/۵۱۱ حدیث: ۶۳۰۲۔

۳۵

ایک منفرد جنازہ اور فرشتے

تاجدارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں میں کچھ ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جن کا جنازہ پڑھنے کو فرشتے اپنے لیے مایۂ افتخار سمجھتے ہیں۔ عہدرسالت مآب میں یہ ایک منفرد جنازہ اُٹھا تھا۔ اس خوش نصیب صحابی کے نام کے سلسلے میں کتب طبقات وتراجم بالکل خاموش ہیں۔ امر واقعہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں :

أن رسـول الـلّـه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم أتي بدابة وهو مـع الجنازة فأبى أن يركب، فلما انصرف أتي بدابة فركب، فـقيـل لـه، فقال: إن الملائكة كانت تمشي فلم أكن لأركب وهم يمشون، فلما ذهبوا ركبت . (۱)

یعنی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپ کو سواری پیش کی گئی؛ مگر آپ نے اس پر بیٹھنے سے انکار فرمادیا۔ چنانچہ (تدفین کے بعد) جب آپ واپس ہوئے تو دوبارہ سواری پیش کی گئی اور آپ اس پر سوار ہوگئے۔ جب آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: فرشتے پیدل چل رہے تھے، تو ان کے چلتے ہوئے مجھے سوار ہونا گوارا نہ ہوا۔ اب جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہوگیا۔

اندازہ فرمائیں کہ آقا علیہ السلام سیدالانبیا والمرسلین ہیں، لیکن آپ کے اَدب کا یہ عالم ہے۔ اللہ ہمیں بھی حسن ادب اور کارِ سعادت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(۱) سنن ابوداوٗد: ۳/۱۷۸ حدیث: ۳۱۷۹..... مستدرک حاکم: ۱/۳۵۴ حدیث: ۱۳۱۴۔

﴿۳۶﴾

عیدسعیداورفرشتے

عیدخوشیوں کا تہوار ہے۔ ربِّ غفور کی عنایات ونوازشات لوٹنے کا سنہرا موقع ہے۔ اہل ایمان ایک ماہ روزہ رکھنے کے بعد عید کا یہ دن بڑی مسرتوں سے مناتے ہیں۔ عجیب روحانی سماں ہوتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ خوشی کے اس موقع پر پروردگار عالم نورانی مخلوق کو بھی زمین پر اُتار دیتا ہے، جو مسلمانوں کی خوشیوں میں چار چاند لگا دیتے ہیں۔

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ عیدالفطر کی صبح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر شہر میں فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ زمین پر اُتر کر یہ گلی کوچوں کے نکڑوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور آواز لگاتے ہیں -جس کو انسان و جنات کے علاوہ ہر کوئی سنتا ہے- :

يـا أمة أحمد! اخرجوا إلى رب كريم يعطي الجزيل ويغفر العظيم .

اے اُمت محمد یہ! چلو اپنے کریم پروردگار کی طرف، وہ بے پناہ عطا کرتا ہے اور بڑے بڑوں کو معاف کر دیتا ہے۔

پھر جب یہ لوگ عید گاہ میں پہنچ جاتے ہیں تو اللہ جل مجدہ اپنے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے :

يا ملائكتي ما جزاء الأجير إذا عمل عمله .

اے میرے فرشتو! اس مزدور کا بدلا کیا بنتا ہے جس نے اپنا کام پورا کر لیا ہو۔

فرشتے عرض کرتے ہیں: اس کا بدلا یہ ہے کہ اس کی پوری مزدوری اسے دی جائے۔

إني أشهدكم أني جعلت ثوابهم من صيامهم شهر رمضان وقيامهم رضائي ومغفرتي .

یعنی میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں ماہِ رمضان کے صیام وقیام کے ثواب کے صلے میں اپنی سندرضا ومغفرت انھیں عطا کردی ہے۔

پھر بندوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے :

يا عبادي سلوني فو عزتي وجلالي لا تسألوني اليوم شيئا في جمعكم لآخرتكم إلا أعطيتكم ولا لدنياكم إلا نظرت لكم وعزتي لأسترن عليكم عثراتكم ما راقبتموني وعزتي لا أخزيكم ولا أفضحكم بين يدي أصحاب الحدود، انصرفوا مغفورا لكم، قد أرضيتموني ورضيت عنكم، فتفرح الملائكة ... (۱)

یعنی اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج اس عیدگاہ کے اجتماع میں تم مجھ سے آخرت کی جو بھلائی طلب کروگے میں تمہیں عطا کروں گا۔ دنیا کی جو چیز مانگوگے اس میں تمہارے لیے جو بہتر ہووہ دوں گا۔

مجھے اپنی عزت کی قسم! تم جب تک (میرے احکام کا) خیال رکھوگے میں تمہاری لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا۔

مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تمہیں کبھی سرکشوں اور نافرمانوں کے آگے ذلیل ورسوا نہ کروں گا۔ جاؤ (خوشی خوشی) پلٹ جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ تم نے مجھے خوش کردیا ہے اور میں تم سے راضی ہوگیا ہوں۔

اُمت محمدیہ پر خداوند قدوس کی یہ بے پایاں عطاو بخشش دیکھ کر فرشتے خوش وخرم ہوجاتے ہیں۔ اللہ ہمیں سچی عید منانے اور پکے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(۱) شعب الایمان بیہقی:۳/۳۳۷حدیث:۱۳۳۱......جامع الاحادیث سیوطی:۳۵/۴۷۶حدیث:۳۸۵۵۹۔

گزشتہ صفحات میں کوئی چھتیس حدیثیں آپ نے فرشتوں کے نزول کے تعلق سے ملاحظہ فرمائیں کہ مردِ مومن کچھ ایسے اعمال سرانجام دیتے ہیں جن کی برکت سے ملکوتی نمائندے اُن پر سایہ فگن ہوکر اُن کے حق میں دارین کی سعادتوں کی دعائیں کرتے ہیں، اور خیراتِ سماوی و برکاتِ آسمانی کے خزانوں کے منہ ان کے لیے کھول دیتے ہیں۔ فرشیوں کے لیے یہ بڑا اِعزاز وشرف ہے کہ بہت سے مواقع پر عرشی مخلوق اس کے لیے دعا گو، مغفرت طلب، خدمت گزار اور معاون و مددگار رہوتی ہے۔

کتب حدیث وسیر اور طبقات وتراجم میں یوں تو ایسے بہت سے واقعے ملتے ہیں جن میں قدسیوں کا نزول ہوا؛ لیکن وہ چونکہ کسی خاص ذات وشخصیت سے متعلق تھے؛ اس لیے ہم نے انھیں قصداً نظرانداز کردیا۔ مثلاً اُم عیسیٰ حضرت مریم رضی اللہ عنہا، کہ ان کے لیے بہت مرتبہ فرشتوں کا نزول ہوا۔ یوں ہی حضراتِ شیخین کریمین، عم الرسول حضرت حمزہ، اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، اُم المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ، اُم المومنین حضرت حفصہ، حضرت سعد بن معاذ، حضرت اُبی بن کعب، حضرت حارثہ بن نعمان، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت حنظلہ بن ابی عامر، اور حضرت حسان بن ثابت وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے فرشتوں کی آمد ہوئی۔ یوں ہی شرکاے بدر وحنین اور بنوقریظہ واَحزاب کے لیے ہوا۔ نیز اہل بقیع اور اہل شام کے لیے آج بھی قدسیوں کی آمد ہوتی رہتی ہے۔

اس کتاب کی ترتیب کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ اعمال بیان کیے جائیں جن کی مقناطیسیت فرشتوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے؛ تاکہ ہر کوئی وہ عمل بجالاکر خود کو قدسیوں کی صحبت ورفاقت سے فیضیاب کرسکے۔ عاقبت اندیشوں کے لیے یہ بڑا سنہرا موقع ہے کہ وہ رحمت الٰہی اور فرشتوں کو متوجہ کرنے والے اعمال سرانجام دے کر اپنی اُخروی کامیابی کو حتمی ویقینی بنائیں۔ اور ہر اس عمل سے کوسوں دور بھاگیں جو اُخروی خسارہ اور عاقبت بربادی کے باعث ہوسکتے ہوں۔ موقع کی مناسبت سے آنے والے صفحات میں ان اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے جو فرشتوں کی آمد وحضوری کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، اور بندے کو نزولِ ملائکہ کی سعادت سے محروم کردیتے ہیں۔ اللہ ہمیں ان سے محفوظ رکھے۔

[۳۷]

کتے، تصویر اور فرشتے

جو برائیاں ہمارے معاشرے کو دیمک کی مانند چاٹ رہی ہیں، اور ہمیں ان کا شعور تک نہیں، ان میں ایک تصویر کا مسئلہ بھی ہے۔ رونا اس کا ہے کہ اب تصویر کھینچنے اور کھنچانے کی قباحت کا اِحساس بھی دلوں سے رخصت ہوگیا، اور لوگ دھڑلے سے نہ صرف تصویر کشیاں کرتے پھرتے ہیں بلکہ انھیں گھروں میں خوب سجا سنوار کر رکھتے بھی ہیں۔ حالانکہ شریعت مطہرہ نے اس کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے اور وہ جگہیں جہاں تصاویر آویزاں ہوتی ہیں وہاں فرشتوں کے داخلے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اب یہ ہمارے اوپر ہے کہ چاہیں تو فرشتوں کو اپنے گھروں میں آنے کا موقع دیں یا نہ دیں۔

کچھ یہی حال کتے کا بھی ہے کہ گھروں میں اس کا رکھنا اب ایک فیشن بنگیا ہے۔ اور لوگ سیر وتفریح کے لیے شوق سے اپنے ساتھ کتے رکھتے ہیں، اور اس پر فخر جتلاتے ہیں۔ ونعوذ باللہ من ذالک۔

جب کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصویر کشی اور تفریح طبع کے لیے کتا پالنے کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ ارشادِ رسالت مآب ہے :

لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة . (۱)

یعنی فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جہاں (جاندار کی) تصویر ہو۔

(۱) صحیح بخاری:۴/۱۳۰احدیث:۳۳۲۲......صحیح مسلم:۳/۱۶۶۴احدیث:۲۱۰۳۔

آپ ذرا اندازہ فرمائیں کہ نورانی مخلوق کو تصویر اور کتے سے اس درجہ نفرت ہے کہ اگر یہ چیزیں کسی پیغمبر کے درِ دولت میں بھی ہوں تو وہاں بھی وہ داخل ہونے کی جسارت نہیں کرتے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نبی صادق وامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں صرف اس وجہ سے نہیں آئے کہ خانۂ نبوت میں لاشعوری طور پر کہیں سے کتے کا کوئی بچہ گھس آیا تھا۔

پورا واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل نے رسول اللہ علیہا السلام سے (کسی اہم کام کے لیے) آنے کا وعدہ کیا تھا؛ لیکن وہ وقت موعود پر حاضر نہیں ہوئے۔ ادھر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا انتظار بنے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے اس وقت آپ کے دست مبارک میں ایک لاٹھی تھی، آپ نے اسے پھینکتے ہوئے فرمایا :

ما یخلف اللّٰہ وعدہ ولا رسلہ .

یعنی اللہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کے رسول (فرشتے)۔

پھر آپ مضطربانہ گھر میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کتے کا ایک بچہ چارپائی کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔

آپ نے فرمایا: عائشہ! یہ پلا یہاں کب اور کیسے آیا؟۔

عرض کی: اللہ کی قسم! مجھے اس کی کوئی خبر نہیں۔

چنانچہ آپ کے حکم سے اسے فوراً باہر نکالا گیا تو معاً جبرئیل اندر آئے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: جبرئیل امین! آپ نے آنے کا وعدہ کیا تھا اور میں آپ کے انتظار میں بیٹھا تھا؛ لیکن آپ تاخیر سے آئے۔

انھوں نے کہا :

مـنـعني الكلب الذي كان في بيتک، انا لا ندخل بيتا فيه كلب ولا صورة . (۱)

(یارسول اللہ!) یہ کتاب جو خانۂ نبوت میں گھس آیا تھا، اس نے مجھے باہر روک رکھا تھا۔ ہم (فرشتے) ان گھروں میں جانے کے مجاز نہیں جن میں کتا یا تصویر ہو۔

مذکورہ حدیث ہمارے لیے صد عبرت اور سراپا سبق ہے۔ مقامِ غور ہے کہ اگر محسن کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں انجانے سے پلا گھس آنے کے باعث فرشتے داخل نہیں ہوتے تو پھر ہمارے اور آپ کے گھر کی کیا حیثیت ہے!۔ اور پھر ہم تو کتے اور تصویریں شوق سے رکھتے اور سجاتے ہیں۔ بھلا ایسے گھروں سے فرشتے کتنی نفرت کرتے ہوں گے اور ایسی جگہوں پر کتنی لاحولیں بھیجتے ہوں گے۔

جن گھروں میں فرشتوں کا داخلہ ممنوع کر دیا گیا ہو، اور جہاں ہمہ وقت نحوستیں برستی ہوں، اس گھر کے بچے کھاٹی دنیا دار اور دین بیزار ہو رہے ہوں تو انھیں کسی اور کو ملامت کرنے کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے آپ کو کوسیں، اور خلافِ سنت رسم وچلن پر ماتم کریں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے گھروں کو اسلامی گھر بنائیں۔ جو چیزیں سکون وسکینت اور نزولِ ملائکہ ورحمت کا باعث ہوں انھیں اپنائیں اور جن سے بے برکتی اور نحوست آتی ہو ان سے گھن کریں اور دور بھاگیں۔

میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے گھروں کو اسلامی ماحول میں ڈھالنے میں اور اپنی ماؤں کی گودوں کو حقیقی گہوارۂ تربیت بنانے میں کامیاب ہو گئے تو آنے والی نسلیں کردار کی غازی بنیں گی اور اسلام وپیغمبر اسلام کے پیغامِ انقلاب کو انفس وآفاق کی پنہائیوں میں پہنچا کر دم لیں گی۔ اللہ ہمیں شعورِ حقیقی بخشے اور انقلابِ واقعی بھی۔

---

(۱) صحیح مسلم: ۳/۱۶۶۴ حدیث: ۲۱۰۳ ...... مسند ابویعلی موصلی: ۸/۷ حدیث: ۴۵۰۸۔

﴿۳۸﴾

چرند پرند کی تصاویر اور فرشتے

ہر جاندار کی تصویر سے فرشتے بھڑکتے ہیں۔ اور ان گھروں کی زیارت سے خود کو روک رکھتے ہیں جن میں یہ آویزاں یا چسپاں ہوں۔ ظاہر ہے جس گھر میں فرشتے نہ جائیں وہ آخر کس کا مسکن بنے گا!، شیطان ہی کا تو۔ کسی مسلمان کے گھر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ فرشتوں کے داخلے کو روک کر شیطان کے آنے کے لیے دروازہ کھلا چھوڑ دے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے۔ میں نے اپنے دروازے پر ایک نقشی پردہ لٹکایا ہوا تھا، جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصویریں بنی تھیں۔ تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو پھاڑ ڈالوں۔

ایک حدیث میں پرندوں کی تصاویر کا ذکر ہے۔ نیز ایک اور روایت یوں آئی ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک چھوٹا سا تکیہ (یا گدّا) خریدا جس میں تصویریں بنی تھیں۔ جب آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔

میں نے باور کر لیا کہ آپ کے چہرے پر غصہ ہویدا ہے، تو پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اس کے رسول سے، کیا میں نے کوئی غلطی کی ہے؟۔

آپ نے فرمایا: یہ تکیہ اور گدا کیسا ہے؟۔

میں نے کہا: اسے میں نے آپ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لیے خریدا ہے۔ فرمایا :

إن أصحاب هذه الصور يعذبون، ويقال لهم: أحيوا ما خلقتم ثم قال: إن البيت الذي فيه الصور لا تدخله الملائكة.(۱)

یعنی جنھوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں انھیں عذاب ہوگا، اوران سے کہا جائے گا کہ ان میں جان ڈالیں۔ پھر فرمایا: جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔

اللہ ہمیں غیرتِ ایمانی اورشعورِ دین عطا کرے۔ آج تصویرسازی کتنی عام ہوگئی ہے۔ اورموبائل فون وویب کیم نے تو رہی سہی کسر بھی اُٹھا رکھی ہے۔ ہم بلاضرورت تصویروں کی شیئرنگ کرتے رہتے ہیں، اورریا ونمود میں بڑھ چڑھ کرحصہ لیتے ہیں۔

پروفیشنل آرٹسٹ اورتصویرساز حضرات مذکورہ بالا حدیث سے عبرت حاصل کریں۔ اُس وقت ان کی مسکینیت ومفلسیت کا کیا عالم ہوگا جب پروردگارِ عالم بھرے محشر میں ان سے ان تصویروں میں جان ڈالنے کا فرمائے گا۔ ذرا سوچیں کیسی رسوائی اور قیامت ہنسائی ہوگی!۔

لہٰذا اگر ہم اپنے گھروں کو قدسیوں کی آماجگاہ بنانا چاہتے ہیں اور آسمانی سعادت وروحانی برکات سے مالامال ہونے کے آرزومند ہیں تو ہمیں اپنا طرزِ حیات اوراسلوبِ معاشرت بدل کر اُسوۂ محمدی کا تاج زیب سر کرنا ہوگا۔

اگر صحیح معنوں میں ہم اِسلامی انقلاب کا خواب دیکھ رہے ہیں تو اس کی تعبیر بس اتنی سی ہے کہ ہم پہلے خودکو بدلیں، اپنے اہل خانہ کو بدلیں، پھرآہستہ آہستہ سماج ومعاشرہ خود اصلاح پذیر ہوجائے گا۔ نا اُمید نہ ہوں، سورج کو نمایاں ہونے کے لیے تاریکی درکار ہوتی ہے، اورستارے ہمیشہ اندھیرے ہی میں مسکراتے ہیں۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

---

(۱) صحیح بخاری:۳/۶۳ حدیث: ۲۱۰۵...... صحیح مسلم:۳/۱۶۶۹ حدیث: ۲۱۰۷...... صحیح ابن حبان: ۱۳/ ۱۵۵ حدیث:۵۸۴۵......مسندابوعوانہ:۱/۴۰۷ حدیث:۱۴۹۸۔

فوٹو گرامی اختلافی تناظر میں: اصل مسئلہ تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوا؛ لیکن اہل علم کے ذوق کی تسکین کے لیے یہاں تصویر سازی کے جواز وعدم جواز کے علمی مباحث کو پیش کر دینا بھی اِفادیت سے خالی نہ ہوگا۔

تصویر کا مسئلہ ہر دور میں اہل علم کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے۔علماے کرام نے اس کی حرمت کا قول کیا ہے، جب کہ بعض فقہا اس کے جواز کے بھی قائل ہیں،اور ہر دو گروہ کے اپنے اپنے استدلالات وشواہد ہیں۔چوں کہ یہ تفصیل کا موقع نہیں، اس لیے دونوں کے دلائل ذیل میں مختصراً پیش کیے جا رہے ہیں۔

بعض علما تصویر کو تراشیدہ مورتیوں پر قیاس کرتے ہوئے مطلقاً ناجائز سمجھتے ہیں جب کہ بعض کے نزدیک صرف تراشیدہ مورتیاں ناجائز ہیں، البتہ کیمرے سے بنی ہوئی وہ تصاویر جو عبادت یا تعظیم کی نیت سے نہ ہوں تو وہ مباح ہیں۔جو علما اسے مطلقاً حرام سمجھتے ہیں وہ تصویر کی حرمت کے تمام احکام فوٹو گرافی سے حاصل شدہ تصویر پر بھی لاگو کرتے ہیں جب کہ دوسرا نکتۂ نظر رکھنے والے علما کیمرے سے حاصل شدہ تصویر کو 'صورۃ' کی بجائے 'عکس' قرار دیتے ہیں۔

قائلین جواز کا کہنا ہے کہ درحقیقت آج سے ڈیڑھ ہزار برس قبل فوٹو گرافی کا وجود ہی نہیں تھا تو اس کی حرمت چہ معنی دارد؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں جس تصویر کی حرمت آئی ہے وہ صرف دھات یا پتھر وغیرہ سے تراشی گئی مورتیاں ہیں۔

واضح رہے کہ حرمت کی دو صورتیں ہیں: حرمت بالذات، اور حرمت بالعرض۔ حرمت بالذات کا مطلب ہے کہ وہ چیز ہر حالت میں فی نفسہٖ حرام ہو جیسے شراب، خنزیر وغیرہ۔ جب کہ حرمت بالفرض یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہٖ حرام نہ ہو بلکہ کسی اور وصف کے باعث حرام قرار پائے۔ایسے میں اَحوالِ زمانہ بدل جانے کی وجہ سے اگر وہ وصف اور

غرض ختم ہو جائے تو اس میں حرمت باقی نہیں رہتی اور وہ چیز اس دور میں مباح قرار پاتی ہے۔

اب اس حدیث پاک کو دیکھیں جس میں سرکار علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ 'جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے'۔ کتا ایک نجس جانور ہے جب کہ تصویر میں ظاہراً ایسی کوئی قباحت نہیں پائی جاتی۔ طبع سلیم میں کتے اور تصویر کا ایک جیسا نجس ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔

اسلام دین فطرت ہے؛ اس لیے طبع سلیم اور احکام دین میں تضاد نہیں ہوسکتا۔ دوسری طرف حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم حرمت میں دونوں کو برابر گردانا؛ لہٰذا پتا چلا کہ تصویر میں کوئی ایسی علت موجود ہے جسے آپ نے کتے کے برابر نجس قرار دیا اور وہ اعتقادی علت وقباحت 'شرک' ہے۔ اس زمانے میں کفار نے لات، منات، عزیٰ اور ہبل وغیرہ کی مورتیاں بنا رکھی تھیں اور ان کی پوجا کیا کرتے تھے؛ اسی لیے انھیں حرام قرار دیا گیا، پس جو مورتیاں عبادت کی غرض سے بنائی جائیں وہ قطعی حرام ہیں جب کہ فوٹو گرافی کسی طور بھی اس ذیل میں نہیں آتی کہ اُسے کتے جیسی نجس قرار دیا جائے، اس لیے وہ مباح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ نے نماز اَدا فرمائی، بعد میں وہ پردہ اُتروادیا اور فرمایا کہ اس نے میری یکسوئی کو متاثر کردیا تھا۔(۱)

اب تصویر کو حرام قرار دینے والے علما اس سے یہ استنباط کرتے ہیں کہ اگر تصویر جائز ہوتی تو آپ پردہ ہٹانے کا حکم نہ دیتے، جب کہ دوسرے علما کا موقف یہ ہے کہ اگر تصویر کلیۃً حرام ہوتی تو کیا حضور کو معلوم نہ تھا کہ گھر میں تصویر والا پردہ لٹکا ہوا ہے!۔ خود حضرت

(۱) صحیح بخاری: ۱/۱۴۲ حدیث: ۳۶۷۔

عائشہ دین کا مکمل فہم رکھتی تھیں، معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ’نصف دین‘ قرار دیا، اس کے باوجود گھر میں پردے کا لگا ہوا ہونا اور سرکار کا نماز بھی پڑھ لینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اُسے مباح وجائز سمجھتی تھیں۔ پردہ ہٹانے کی حکمت تو یہ تھی کہ نماز میں یکسوئی متاثر نہ ہو اور توجہ الی اللہ قائم رہے۔

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ گڑیاں تھیں جن سے آپ اپنی سہیلیوں کے ہمراہ کھیلا کرتی تھیں۔ آپ گھر میں تشریف لاتے اور کھیلتا ہوا دیکھتے تو مسکرا دیتے، منع نہ فرماتے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ کے پاس گھوڑے کی شکل کا ایک ایسا کھلونا جس کے پَر تھے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ عرض کی: حضور! یہ گھوڑا ہے، تو آپ نے مسکرا کر پوچھا: کہیں گھوڑے کے بھی پَر ہوتے ہیں؟، انھوں نے عرض کی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پَر تھے۔ یہ سن کر آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے اور اندر تشریف لے گئے۔(۱)

اب اگر غور کریں تو کھلونے مورتیوں کی مانند (یعنی 3D) ہیں، اس کے برعکس تصویر تو محض عکس ہے۔ اس قسم کی احادیث سے پتا چلتا ہے کہ جس ’صورۃ‘ کی حرمت آئی ہے ان کا معنی ومدعا کچھ اور ہے۔ ان کھلونوں کا تعلق شرک کے ساتھ نہ تھا؛ اس لیے آپ نے منع نہ فرمایا۔(۲)

اس کی حرمت وحلت پر سیر حاصل بحث دیکھنی ہو تو فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ کی معرکۃ الآرا کتاب ’بستان العارفین‘ مطالعہ فرمائیں۔ اللہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

---

(۱) سنن ابوداؤد: ۴/۲۸۳ حدیث: ۴۹۳۲۔
(۲) جدید مسائل کا اسلامی حل: ۹ تا ۱۱۔

﴿۳۹﴾

گھنٹی، موسیقی اور فرشتے

اللہ ہمیں بخشے، ہم نہ معلوم غفلت و جہالت میں کتنے ایسے کام کرتے رہتے ہیں جو اللہ ورسول کی ناراضی کے سبب، اور فرشتوں کی ایذا رسانی کے باعث ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ گناہوں سے بچنا بھی چاہیں تو ماحول و معاشرہ انھیں دبوچ لیتا ہے اور گناہ نہ سہی تو گناہ کی گرد ضرور ان تک پہنچ جاتی ہے۔

آج قدم قدم گناہ ہے، اور لحہ لحہ برائی۔ المیہ یہ بھی ہے کہ بعض گناہ اتنے مزین کر دیے گئے ہیں کہ انھیں نیکی سمجھ کر کیا جارہا ہے۔ میوزک کا دار دورہ ہے، جدید ٹیکنالوجی خصوصاً موبائل نے اس کی راہ مزید ہموار کردی ہے۔ ہر کان مست و بیخود ہے۔ کندھے تھرک رہے ہیں، اور انگلیاں رقصاں۔ خصوصاً حالت سفر میں یہ بلا کچھ زیادہ ہی عام ہے کہ کام کا کام تو کچھ ہوتا نہیں تو بے کامی ہی کو کام بنا کر سفر کا ٹا جارہا ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

لاتصحب الملائکة رُفقَةً فیها کلب ولا جرس . (۱)

یعنی فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ گھنٹی (جھنکار، موسیقی)، یا کتا ہو۔

اندازہ فرمائیں کہ لوگ کہاں جارہے ہیں۔ اور ان کی منزل کدھر ہے۔ بے سمت کے اِن مسافروں کا اللہ ہی نگہبان ہو۔

---

(۱) صحیح مسلم: ۳/۱۶۷۲ حدیث: ۲۱۱۳..... سنن ترمذی: ۴/۲۰۷ حدیث: ۱۷۰۳۔

﴿۴۰﴾

جھوٹ اور فرشتے

اس وقت ہمارے معاشرے میں جو چیز سب سے زیادہ ارزاں اور بے قیمت دستیاب ہے وہ 'جھوٹ' ہے۔ جس کو آج ہم نے متعدد خوبصورت نام دے دیے ہیں۔ صبح وشام جھوٹ کے گن گائے جارہے ہیں۔ جھوٹ کی آمیزش کے بغیر کاروبارِ حیات معطل ہے۔ عالم یہ ہے کہ جو جتنا جھوٹا ہے سماج میں اسے اتنی ہی مقبولیت وہر دلعزیزی حاصل ہے۔ حالانکہ زبانِ رسالت کی شہادت کے مطابق جھوٹا سب کچھ ہوسکتا ہے؛ مگر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ نیز شریعت میں اسے منافق اور دوغلے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

جھوٹ کے بہت سے مفاسد ونقصانات میں سے ایک بڑا خسارہ یہ ہے کہ اس کی بدبو سے فرشتے دور بھاگ جاتے ہیں، اور وہ جھوٹے انسان کے قریب کبھی بھٹکتے بھی نہیں۔ کیا ابھی ہمارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیں!۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں سرکارِ اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

إذا كذب العبد تباعد عنه الملك ميلاً من نتن ما جاء به .

یعنی جب کوئی انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس کے جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

فرشتے نور اور تابندگی ہیں، اور جھوٹ سیاہی وتاریکی۔ تو بھلا نور کا ظلمت سے کیا سروکار۔ یوں ہی اندھیرے کا روشنی سے کیا کام!۔

(۱) سنن ترمذی:۴/۳۴۸ حدیث:۱۹۷۲...... جامع الاصول فی احادیث الرسول:۱۰/۵۹۹ حدیث:۸۱۸۴۔

۴۱

پیاز، لہسن اور فرشتے

روے زمین کی سب سے قابل اِحترام اور پاکیزہ جگہیں خانہ ہاے خدا ہیں؛ کیوں کہ ان کی تعمیر کا مقصد ہی عبادتِ الٰہی ہے۔ یہ رحمت الٰہی کے پنگھٹ ہیں۔ یہاں ہر وقت فیضان و اِحسان کی سبیل چلتی رہتی ہے۔ یہاں خدا کے حضور سجدوں کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ اہل ایمان کو اسلامی احکام وتعلیمات سے روشناس کروایا جاتا ہے۔ اور اُمت مسلمہ کی صلاح وفلاح کے لیے دعائیں اور لائحہ عمل مرتب کیے جاتے ہیں۔

مسجدیں؛ فرشتوں کی آماجگاہیں ہیں۔ یہ ہمیشہ مسجدوں میں بسیرا کیے رکھتے ہیں۔ یہ خدا کی پاکیزہ مخلوق ہیں اور پاکیزہ جگہوں میں ہی نزول کرتی ہیں۔ اِلا یہ کہ ان کی آمد وحضوری کی راہ پر کوئی بند باندھ دیا جائے۔

آقاے کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے ہر موڑ پر طہارت ونفاست کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے، اور مسلمانوں کو نظافت وپاکیزگی سے آراستہ وپیراستہ رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

گندگی اور بدبو سے ہر سلیم الفطرت اِنسان گھن کرتا ہے، انھیں اپنے قریب نہیں آنے دیتا، اور اپنے گھر دوار اُن سے پاک رکھنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے تو بھلا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - جو سراپا رحمت اور شفیق اُمت ہیں - وہ ان چیزوں کو اللہ کے گھر کے لیے کیسے پسند فرماتے !۔

یوں ہی جب عام انسان کو گندگی وبدبو سے کوفت ہوتی ہے تو فرشتے - جو سراپا نور و

طہارت ہیں- وہ اس سے کتنے وحشت زدہ ہوتے ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اقدس علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

من أكل من خضركم هٰذه ذوات الريح فلا يقربنا في مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه ابن آدم . (۱)

یعنی جو شخص بدبو دینے والی سبزیاں (پیاز، لہسن وغیرہ) کھائے، وہ ہماری مسجدوں میں ہمارے قریب آنے کی کوشش نہ کرے؛ کیونکہ جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے وہ فرشتوں کے لیے بھی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔

مسند حمیدی کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف مساجد ہی میں اس کی ممانعت نہیں فرمائی، بلکہ مجالس خیر کو بھی ان بدبوؤں سے پاک رکھنے کا حکم دیا ہے(۲)؛ کیوں کہ ذکر اَذکار کی مجلسوں میں قدسیوں آنا ثابت شدہ ہے۔ تو ظاہر ہے یہ بدبو وہاں بھی ان کے لیے باعث اَذیت ہوگی۔

پیاز و لہسن کی بدبو محض ایک استعارہ ہے؛ ورنہ درحقیقت اس سے ہر قسم کی بدبو مراد ہے۔ بعض دیگر روایتیں اس امر کی تائید بھی کرتی ہیں؛ لہٰذا حقہ وسگریٹ اور تمباکو کی بدبو، پسینے کی بساہٹ، گندے کپڑوں کا تعفن، اور بدذہنی کی بھبک وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔

لہٰذا اگر ہم فرشتوں کے نزول کی برکتیں حاصل کرنا اور قدسیوں کی صحبت و رفاقت سے فیض و سرور پانا چاہتے ہیں تو ہمیں طہارت و پاکیزگی کی روایت کو زندہ کرنا ہوگا اور مسجدوں کو- جو بقعہ ارض کی پاکیزہ ترین جگہیں ہیں- ہر قسم کی بدبوؤں سے پاک صاف رکھنا ہوگا۔

---

(۱) صحیح مسلم: ۱/۳۹۵ حدیث: ۵۶۴...... صحیح ابن خزیمہ: ۳/۸۵ حدیث: ۱۶۶۸...... صحیح ابن حبان: ۵/۴۴۰ حدیث: ۲۰۸۶...... مسند ابوعوانہ: ۱/۳۴۳ حدیث: ۱۲۲۸۔

(۲) مسند حمیدی: ۲/۵۴۴ حدیث: ۱۲۹۹۔

آج کل منہ پوچھنے کے لیے مساجد میں جو تولیے رکھے جاتے ہیں وہ بالعموم نہایت گندے اور بدبودار ہوتے ہیں، ان سے بھی مسجدوں کو پاک رکھنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ حیرت اور افسوس ہے کہ یہ لعنت بہت عام ہے اور اس کے خلاف کوئی آواز اُٹھاتا نظر نہیں آتا!۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکی کے ہر کام میں ہمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور برائی کے ہر کام سے گھن کرنے اور دور بھاگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز ہمیں سچ بولنے کے ساتھ ساتھ جھوٹ نہ بولنے کی بھی ہمت وتوفیق دے۔ اور دوسروں کو ایذا دینے کے ہر عمل سے ہمیں ہمیشہ باز رکھے۔ آمین یارب العالمین۔
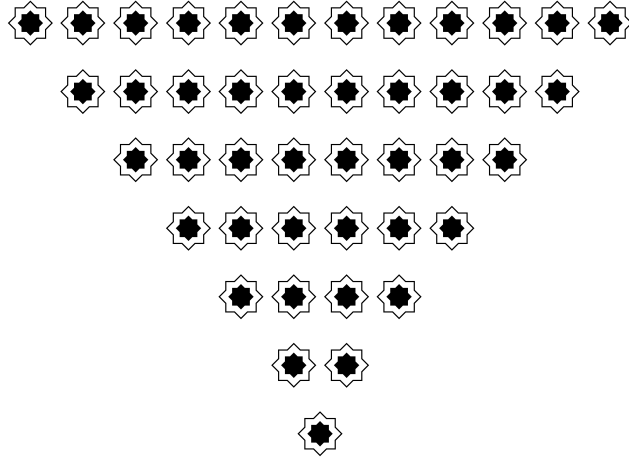
FARISHTE JIN KE ZAAIR HAIN
اگر کبھی ہمارا کوئی محبوب ہماری خلوت گاہ میں آجائے تو ہماری خوشیوں
کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا، تو ذرا سوچیں کہ اگر آسمانی کائنات اور ملکوتی
نمائندے ہماری خواب گاہ میں اُتر آئیں تو ہماری شادمانی وسعادت
بختی کا عالم کیا ہوگا!۔ اور یقین کریں کہ فرشتوں کی صحبت بافیض سے
متمتع ہونے اور ان کی دعاؤں سے مستفیض ہونے کے لیے کوئی بڑے
جان جوکھم والے کام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اللہ پاک نے
ہمارے لیے اُن کی آمدونزول کو بہت ہی آسان کردیا ہے۔
انسانی زندگی میں ایسے کتنے حسین مواقع آتے ہیں جب اس کے
عمل کی مقناطیست فرشتوں کو ملأ اعلیٰ سے کھینچ لاتی ہے۔ یہ کتاب آپ کو
بتائے گی کہ قدسیوں کی صحبتیں اور رفاقتیں کیسے نصیب ہوسکتی ہیں، اور
ان کے فیوض وبرکات سے پورے طور پر کس طرح متمتع ہوا جاسکتا
ہے۔ اللہ اس شرف وسعادت کے حصول کو کل اُمت مسلمہ کے لیے
آسان فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ طہ ویس ﷺ
Distributers
KAMAL BOOK DEPOT
Madrasa Shamsul Uloom, Ghosi
Distt. Mau (U.P.)
Ph: 09935465182, 09335082776
₹ 40.00
ISBN 81-89872-42-7
9788189872427
KHWAJA BOOK DEPOT
419/2, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-6, Mobile No. +91-9313086318
E-mail: khwajabd@gmail.com